شکیل احمد سبحانی

الحمد للہ

اللہ پاک کا شکر و احسان ہے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے وطفیل ایک ایسا مضمون اشاعت کی منزلوں سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے جس کا مطالعہ آپ کو یہ سوچنے پر ضرور مجبور کر دے گا کہ سعودیوں کی بادشاہت اور وہابی فرقے کا وجود عالم اسلام اور مسلمانوں کیلئے رحمت ہے یا زحمت؟ مجھے اُمید ہے کہ شکیل احمد سبحانی نے ''کعبے کا امام دیوبند میں'' اس عنوان سے جو کچھ لکھا ہے اُسے تعلیم یافتہ اور سنجیدہ حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ رضا اکیڈمی مالیگاؤں سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار میں یہ مضمون قسط وار شائع ہوتا رہا۔ بذریعۂ ای میل ملک کی متعدد اہم شخصیات، اخبارات اور رسائل تک بھی اس مضمون کو بھیجا گیا۔ مقبول ہوا۔ عوام وخواص نے پسند کیا۔ اب گیارہ قسطوں کو یکجا کر کے اس کی اشاعت ایسے موقع پر کی جارہی ہے جب ممبئی کے سومیا گراؤنڈ میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کا دس روزہ نمائشی پروگرام ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک نے وہابی فرقے کے عقائد ونظریات کے فروغ کیلئے ایک نیا پلیٹ فارم قائم کیا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کو زبردست مالی امداد سعودی حکومت کی جانب سے مل رہی ہے۔ تاکہ دیوبندی، غیر مقلد اور مودودی جماعتوں کے فریب کا شکار جو لوگ اب تک نہ ہو سکے ہوں۔ وہ غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کا سائن بورڈ دیکھ کر ڈاکٹر ذاکر نائیک کے ذریعے وہابی فرقے میں شمولیت اختیار کرلیں۔ اس بنیاد پر جو لوگ ذاکر نائیک سے متاثر ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ وہ شخص کیا اسلام کی تبلیغ واشاعت غیر مسلموں میں کر سکتا ہے جس کے ایمان پر خود سوالیہ نشانات لگے ہوں؟ کیا ٹی وی، موبائیل اور انٹرنیٹ کے ذریعے مسلمانوں نے ڈاکٹر ذاکر نائیک کے ایک بیان کی وہ ویڈیو کلپ نہیں دیکھی جس میں اُن کا وہابی چہرہ سارے پردوں سے بے نقاب ہو کر یہ اعلان کر رہا ہے کہ ''اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا بھی حرام ہے۔'' معاذ اللہ معاذ اللہ...... اس کفر پر کیا تبصرہ کیا جائے؟ جو بد بخت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی توہین اور گستاخی کرے جو بدنصیب ضروریاتِ دین کا اس طرح کھلے عام انکار کرے۔ وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے جلسوں میں خانہ کعبہ یا مسجد نبوی شریف کے امام کی آمد پر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جیسا میزبان ہے بالکل ویسا ہی مہمان بھی ہے۔

ڈاکٹر رئیس احمد رضوی

صدر رضا اکیڈمی، مالیگاؤں

حقیقت سے چشم پوشی کب تک؟

انگریزی سازشوں کے نتیجے میں ماضی قریب کی سب سے عظیم اسلامی مملکت "سلطنت عثمانیہ" کی تاراجی عمل میں آئی۔ حجاز مقدس میں انگریزی کاز کے لیے محمد بن سعود اور محمد بن عبدالوہاب نجدی نے عملی کام کیا۔ مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان کے خون کو زبردستی حلال ٹھہرایا گیا۔ حجاز مقدس کا نام بھی سعودی عرب رکھ دیا گیا۔ سیکڑوں بدعات کا ارتکاب کیا گیا اور امت مسلمہ میں رائج نیک و صالح اعمال کو بدعت قرار دے کر منافرت کی وہ آگ بھڑکائی گئی جس کی مثال نہیں ملتی۔

تحریک وہابیت نے تعظیم نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو شرک گردانا، ان کے لٹریچر اس پر شاہد ہیں۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ کس طرح وہابی مسلک کی اشاعت کے لیے مفت لٹریچر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ عظمت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دلوں سے نکالنے کے لیے ہر حربے آزمائے جا رہے ہیں۔ انھیں اس سے غرض نہیں کہ اسرائیل، برطانیہ اور امریکہ مسلمانوں کے خلاف کن کن سازشوں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں، انھیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ ساری دنیا میں اسلام کو دہشت گردی کا مذہب اور مسلمان کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے۔ انھیں اس سے بھی کوئی غرض نہیں کہ باطل طاقتیں سپر پاور بنتی جا رہی ہیں۔ انھیں غرض ہے تو اپنے اقتدار سے، اپنے مال و اموال سے، اپنے عیش و آرام سے...... اسی کا نتیجہ تھا کہ جب عراق نے اسرائیل کے خلاف اسلامی ملکوں کو بیدار کرنا چاہا تو اسے تاراج کرانے کے لیے سعودی حکومت نے اسلام مخالف قوتوں کو حجاز مقدس کی سرزمین فراہم کی۔ عراق میں خون مسلم بہتا رہا، یہ خاموش رہے، فلسطین میں مسلمان تڑپتا رہا یہ چپ رہے، انھیں عالم اسلام کے مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں۔ افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی، لیبیا و مصر کی تباہی سے ان کے ضمیر نہیں جاگے، ان کو غرض ہے توہین رسالت سے، امت مسلمہ میں انتشار کے پروان چڑھانا ان کا مشن ہے۔

حالیہ عرب انقلاب کے پیش نظر سعودی حکومت کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ کہیں سعودی عرب میں بھی کوئی عوامی تحریک بیدار نہ ہو جائے اور اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اسی کے پیش نظر کعبے کے امام کو کئی ملکوں کے دورے پر روانہ کیا گیا، وہ ہندوستان بھی آیا، یہاں وہابیت کی تمام شاخوں غیر مقلد، جماعت اسلامی، دیوبندی اور جمعیۃ علما کے مولویوں نے اس کا استقبال کیا، امام کعبہ نے سعودی حکمرانوں کی مدح میں اپنی زبان تر رکھی، حکمرانوں کے قصیدے خوب پڑھے، ہمیں حیرت ہوئی کہ ذکر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے نزدیک شرک و بدعت ٹھہرتا ہے ان کے نزدیک سعودی فرماں رواؤں کی تعریف و توصیف کیسے عین اسلام قرار پاتی ہے؟...... بہر کیف اس دورے کا مقصد سعودی حکومت کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنا تھا جس کے لیے ماضی کے گہرے اختلافات کو بھی بھلا دیا گیا۔

شکیل احمد سبحانی نے انھیں باتوں کو مد نظر رکھ کر علمی تجزیہ کیا ہے اور پیش نظر تحریر کے توسط سے سعودی حکومت، وہابیت، دیو بندیت کا اصل چہرہ بے نقاب کیا ہے۔ فکروں کو جھنجھوڑا ہے، سوچنے اور سمجھنے والے سالم الذہن افراد کو دعوت فکر دی ہے کہ صرف حرمین کی جدید تعمیرات، حسنِ انتظام کو دیکھ کر سعودی حکومت، اور ان کی مدح کرنے والے افراد کو مسلمانوں کا نجات دہندہ مت سمجھنا! اس لیے کہ احکام اسلامی میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ جو بھی امام کعبہ ہوگا وہ حق پر ہی ہوگا، جو بھی حاکم حجاز ہوگا وہ حق کا ہی داعی ہوگا، ایسا نہیں! بلکہ ہماری لیے حجت اسلامی احکام ہیں، اسلامی عقائد ہیں۔ جو اسلام کا وفادار ہے، جو اللہ کریم اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب واحترام رکھتا ہے وہ مسلمانوں کا بہتا ہوا لہو نہیں دیکھ سکتا، ناموس رسالت میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا، اس کی روح تڑپ اٹھے گی لیکن ان سعودی حکمرانوں اوران کے ہم نوا امام کعبہ کو مسلمانوں کی نہیں بلکہ ان کے اپنے مسلک وہابیت اور اقتدار کی فکر ہے۔

اس تحریر نے عقیدت کے ان غلافوں کو تار تار کر کے رکھ دیا جن کی بنیاد پر مسلمانوں کو گم راہ کیا جاتا تھا، جن کی دہائی دے کر زبانوں کو حق بولنے سے روکا جاتا تھا، اس تحریر نے ذہنوں کو قبول حق کے لیے آمادہ کیا۔ ہندو پاک کے علاوہ عالم اسلام کی بہت سی ممتاز شخصیات اور اصحاب قلم کو یہ تحریر روانہ کی گئی۔ اخبارات و رسائل میں اشاعت ہوئی۔ ہندی میں ترجمہ ہو کر شایع ہوئی۔ جس کے مطالعہ کے بعد ایسے درجنوں تاثرات موصول ہوئے۔ جن میں یہ اعتراف کیا گیا کہ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ وہابیت کے حقیقی خدوخال کو اجاگر کیا گیا ہے۔ سچ کو عوام بھائیوں تک پہنچانے کی جو سعی اس تحریر میں کی گئی ہے اس سے یقیناً ایمان کو تازگی ملے گی۔ جس کے لیے شکیل احمد سبحانی کا یہ علمی کام لائق تبریک ہے۔

ظاہری طور پر اسلام کی دہائی دینے والی وہابیت دراصل اسلام کے خلاف ایک عالمی سازش ہے۔ جس کا تمام تر فائدہ اسلام مخالف قوتوں کو پہنچ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت نکلتی جا رہی ہے۔ جب کہ یہی محبت معیارِ ایمان ہے، اسی محبت سے مسلمان کامیاب و کامراں رہے اور اسی عشق نبوی کی برکت سے مسلمانوں کا وقار باقی رہا:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

بہر کیف! اس تحریر کی اشاعت و توسیع ہونی چاہیے تاکہ ذہن و فکر کو بیدار کیا جائے۔ ان چہروں سے نقاب اٹھ جائے۔ جن سے امت مسلمہ میں انتشار پھیلا، متاعِ عشق برباد ہوئی۔ آج ضرورت ہے کہ باطل کے مکر و فریب سے مسلمانوں کا ایمان و عقیدہ بچایا جائے، حق کو قبول کیا جائے، حقیقت کو واشگاف کیا جائے، باطل کی حقیقت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے تاکہ دل کی دنیا میں ایمان و عمل کی چاندنی پھیلے اور عقیدے کی کھیتی ہری بھری ہو جائے۔

از قلم: غلام مصطفیٰ رضوی gmrazvi92@gmail.com Mobile : 9325028586

کعبے کا امام دیوبند میں

عالمی سطح پر عالم اسلام کے بدلتے ہوئے حالات اور مختلف ممالک میں مسلمانوں کے مظاہروں اور آزادی کے نعروں سے شاہ عبداللہ اور سعودی حکمرانوں کی نیندیں حرام ہیں۔ کعبے کا امام اِن دنوں دیوبند میں ہے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے یہ خبر جب نشر ہوئی تو ہمیں کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اب کعبے کا امام سارے جہان میں پھرے گا۔ یہ اس کا شوق نہیں بلکہ مجبوری ہے۔ یہ جہاں جائے گا وہاں شاہ عبداللہ اور اس کے بیٹوں کی تعریف وتوصیف کرے گا تاکہ جب سرزمین حجاز پر اسلامی انقلاب آئے تو مسلمانوں کی رائے عامہ عالمی سطح پر سعودی حکمرانوں کے خلاف نہ جائے۔ دیوبند کے مدرسے میں وہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام اور غلامی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زندگی گزارنے کی تعلیم دینے کی غرض اور مقصد سے نہیں آیا اور عشق وعرفان اور ایمان کی یہ عظیم دولت اُن کے پاس ہے ہی کہاں جسے وہ تقسیم کرتے؟ اُن کے دین اور وہابی مذہب میں تو رسولِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وادب اور محبت کے سارے امور شرک ٹھہرا کر رکھ دیے گئے ہیں۔ محبوبانِ خدا کی بے ادبی کو اسلام اور توہین وگستاخی کو دین قرار دینے والے وہابی فرقے کی اشاعت وتبلیغ میں کعبے کا جو امام مصروف ہے وہ کیسے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا فاروقِ اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اور دیگر جاں نثار صحابہ کے فضائل ومناقب بیان کرتا۔ اپنی تقریر میں متعدد بار سعودی خاندان کے اس وفادار مجاہد نے شاہ فہد کا تذکرہ کیا اور اس کے بیٹوں کا ذکر کیا۔ تاکہ مستقبل میں نجدی حکمرانوں پر جو آفت سرزمین حجاز پر اسلامی انقلاب کی شکل میں آنے کو ہے۔ اس کے لئے ابھی سے دنیا بھر کے مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کیلئے دوڑ دھوپ شروع کردی جائے۔ دیوبند میں (مولانا) ارشد مدنی نے کعبے کے امام کا استقبال کیا۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کے دادا مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ وہابی بڑے بے ادب اور گستاخ ہیں۔ حرمین شریفین پر قبضہ کرنے کے لئے وہابیوں نے ہزاروں سنّی مسلمانوں کو شہید کردیا اور ماں بہنوں کو دردناک اذیتیں پہنچائیں۔ دیوبند کے مدرسے اور وہاں کی بڑی وسیع وعریض مسجد میں کعبے کا امام جس شاہ عبداللہ کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا رہا ہے، اسی کے باپ داداؤں کی فوج کے بارے میں مولوی ارشد مدنی کے دادا مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے مذکورہ باتیں کہی ہیں۔ جو آج بھی تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہیں۔ بہر حال اگر کعبے کا امام یہ خواب دیکھ رہا ہو کہ مشکل وقت میں علمائے دیوبند یا دیوبند کا مدرسہ اُن کے سعودی آقاؤں کا ساتھ دے گا تو اُسے چاہئے کہ اپنے خواب کی صحیح تعبیر اہل علم حضرات سے معلوم کرلے۔

کعبے کا امام ہندوستان کیا آیا؟ دیوبندی وہابی حلقوں میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی ۔ وہابی مولوی نئے نئے کپڑوں میں ملبوس ہوکر عید کی سی خوشی منانے لگے ۔ وہابی جماعتیں مسلمانوں پر دھونس جمانے کی خاطر پورے ملک کے اخبارات میں اس تعلق سے مراسلات ومضامین شائع کروانے میں جٹ گئیں ۔ مسلسل ایسی خبریں آتی رہیں جس سے معلوم ہوتا رہا کہ کعبے کا امام کبھی دیوبند میں ہے...... تو کبھی دہلی کے میدان میں...... کبھی جامع مسجد میں ہے ...... تو کبھی جمعیت اہل حدیث کے دفتر میں...... وہاں سے سعودی وہابی خاندانوں کا یہ جاں نثار اٹھا تو جماعت اسلامی کے مرکز میں جا پہنچا...... یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟ اچانک کعبے کے امام کو ہندوستان کے مسلمانوں سے ایسی کیسی محبت ہوگئی؟

ہندوستانی مسلمانوں پر تو فسادات اور بم دھماکوں کے ذریعے متعدد بار قیامتیں ٹوٹی ہیں ۔ ہم نے تو کبھی نہیں سنا ...... کبھی نہیں پڑھا...... کبھی نہیں دیکھا کہ کعبے کا امام یا مکے مدینے کا بادشاہ کبھی ہمارے دکھ درد میں شریک ہونے کی خاطر ہندوستان آیا ہو ۔ یا کسی طرح کی کوئی امداد یا راحت ان کی طرف سے ہندوستان پہنچی ہو ۔ یہ تو ان کے لئے آسان تھا...... بہت آسان تھا کہ تباہ حال مسلمانوں کی خبر گیری کرتے...... انہیں مالی امداد فراہم کرتے ۔ مصیبت زدہ مسلمانوں کی رہائش کے لئے مکانات تعمیر کرتے ، بے گھروں کو گھر ، بے دروں کو در دینے کے اس قابل تعریف اقدام کو دیکھ کر جہاں دنیا کہتی کہ حجاز مقدس کے بادشاہوں کو مظلوم مسلمانوں کے دکھ درد کا احساس ہے ۔ وہیں پوری قوم ان کی شکر گذار ہوتی مگر ایسا کوئی بھی قابل ذکر قدم مسلمانوں کے مفاد میں کبھی بھی سعودی بادشاہ یا کعبے کے امام کی جانب سے نہیں اٹھایا گیا ۔ ہم فسادات میں اپنی موت کا ماتم کرتے رہے...... لٹتے رہے...... پٹتے رہے...... بلکتے رہے...... برباد ہوتے رہے...... کہیں ہماری ماں بہنوں کی عزتوں اور عصمتوں سے کھلواڑ کیا گیا ، کہیں کمسن ننھے منے بچوں کو یتیم ومجبور بنایا گیا ، کہیں زندہ جلایا گیا ، کہیں محلے کے محلے برباد کردیئے گئے ۔ کہیں گاؤں کے گاؤں بے نشاں کر دیئے گئے ۔ کہیں لاکھوں ، کروڑوں کی املاک کو جلا کر خاک کر دیا گیا ۔ مگر کعبے کے امام یا مکے مدینے کے بادشاہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کی مظلومیت پر ہمدردی کے دو لفظ کہنے کی کبھی بھی ضرورت تک محسوس نہیں کی ۔ ہندوستان کے صدر یا وزیر اعظم کو کبھی بھی کوئی خط لکھ کر ہندوستانی مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانے کی گذارش بھی کبھی کعبے کے امام یا سعودی بادشاہ کی جانب سے نہیں کی گئی ۔ مسلمانوں کو ایسے امام اور ایسے بادشاہ سے کیسے محبت ہوسکتی ہے؟ جن کے دلوں میں مسلمانوں کیلئے جذبہ محبت وہمدردی کا نشان تک نہیں ، مگر یہود ونصاریٰ کے عزائم کی تکمیل کے لئے امریکہ وبرطانیہ کی ہر اسلام مخالف سازش میں وہ برابر کے مجرم بنے نظر آتے ہیں ۔ کیا ہم نے افغانستان جیسے مسلم ملک کو تباہ ہوتے اور وہاں کے ہزاروں مسلمانوں کو امریکہ کی ظالمانہ بمباریوں میں جام شہادت نوش کرتے نہیں دیکھا؟ کیا ہم نے عراق میں رب عزوجل کی وحدانیت اور رسولِ گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے والے ہزاروں ہزار مسلمانوں کو امریکی بمباریوں

میں دم توڑتے نہیں دیکھا؟ کیا ان ممالک کی تباہی اور وہاں کے ہزاروں ہزار مسلمانوں کی شہادت کے مجرم وہی سعودی بادشاہ نہیں جن کی قصیدہ خوانی ہندوستان آکر کعبے کا امام کر رہا ہے۔ ضرور ضرور، سارا جہاں جانتا ہے کہ افغانستان اور عراق پر بم دھماکوں کی برسات کرنے کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے جنگی جہازوں کو ہوائی راستہ اور ایندھن کی فراہمی سعودی عرب نے ہی کی تھی۔ عالم اسلام کو سعودی بادشاہوں کا یہی وہ انعام ہے۔ جس کی قدر کرتے ہوئے وہابی جماعتیں اور کعبے کا امام، شاہ فہد، شاہ عبداللہ اور ان کی اولادوں کی مدح سرائی میں مصروف ہے۔ یہ بھی کیسا اتفاق تھا کہ ایک طرف کعبے کا امام ہندوستان میں شاہ فہد اور اس کی اولادوں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کرنے کیلئے پسینے بہارہا تھا اور ٹھیک ان دنوں لیبیا جیسے خوش حال اسلامی ملک پر امریکی بمباریوں کا نہ رکنے والا سلسلہ جاری ہے لیبیا میں امریکی بمباریوں سے سیکڑوں مسلمان شہید ہو رہے تھے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ کعبے کے امام کی زبان سے لیبیا کے مسلمانوں کی ہمدردی اور امریکہ کی مذمت میں کوئی بیان جاری نہیں ہوا۔ یہ امریکہ و برطانیہ اور یہود و نصاریٰ کی ذہنی غلامی نہیں تو اور کیا ہے؟ سرزمین ہندوستان تو وہ جگہ ہے جہاں چین سے ملک بدر کیا گیا دلائی لامہ جیسا مذہبی رہنما بھی اپنے جائز مطالبات کیلئے چین کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ مگر کعبے کا امام لیبیا کے مسلمانوں کی ہمدردی میں امریکہ و برطانیہ کے خلاف کچھ کہنے کی ہمت نہیں جٹا پاتا۔ کیا فکر و شعور رکھنے والے مسلمان اس پر غور نہیں کرتے......؟ کرتے ہیں...... یقیناً کرتے ہیں۔

کعبے کا امام دیوبند کیوں آیا؟ اس کا اصل مقصد کیا تھا؟ سرزمین حجاز پر مستقبل میں رونما ہونے والے کس اسلامی انقلاب کے خوف نے اسے کعبۂ مقدس کی امامت چھوڑ کر سعودی وہابی بادشاہوں کے لئے سفیر بن کر دربدر بھٹکنے پر مجبور کیا؟ اس پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی۔ کعبے کے امام کی ہندوستان آمد پر دیوبندی علما نے خوب جشن منایا۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ مکہ مدینہ میں علمائے دیوبند کی کتابوں پر کیوں پابندی عائد کر دی گئی ہے؟ اسی طرح مکہ مدینہ میں تبلیغی جماعت کا داخلہ کیوں ممنوع قرار دے دیا گیا؟ عجیب بات ہے کہ ایک جانب تو مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں سعودی حکومت تبلیغی جماعت کی سرگرمیوں کو بدعات میں شمار کر کے اس پر پابندی عائد کرتی ہے، اور علمائے دیوبند کی کتابوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے منافی قرار دیتے ہوئے انھیں اس قابل بھی نہیں سمجھتی کہ اس کا درس کعبۂ مقدس، مسجد نبوی شریف یا مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ میں دیا جائے جب کہ دوسری طرف کعبے کا امام دیوبند کی سرزمین پر یہ اعلان کرتا ہے کہ اس مدرسے سے اور یہاں کے فارغین کے ذریعے پوری دنیا میں دین کی بڑی خدمت انجام دی جا رہی ہے۔ کیا فکر و عمل کا اس سے بڑا تضاد آپ کی نظروں سے گزرا ہے؟ کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ کعبے کے امام کی خوب جوش و خروش سے میزبانی کرنے والے علمائے دیوبند ان سلگتے ہوئے سوالوں کے جوابات دے کر مسلمانوں کو مطمئن کر سکیں گے؟ اس موقع پر غیر مقلدین کی قابل رحم حالت کا تصور بھی ذہن میں ابھرتا ہے جس وقت مولوی ارشد مدنی صاحب کعبے کے امام کو لے کر دیوبند سے دہلی تک کی سیر کر رہے تھے اس وقت

وہابی فرقے کی جمعیت اہل حدیث اور اس کے کارپرداز جرجیس اور معراج ربانی جیسے مولویوں کے دلوں پر کیا کچھ گزر رہی ہوگی۔ اسے ضبط تحریر میں لانا بھی ممکن نہیں۔ اس درد کو وہی جانیں۔ یہ خبریں اہل حدیث ہی کے خیمے نے تو پھیلائی ہیں کہ ہندو پاک کے غیر مقلد علماء کی کاوشیں رنگ لا رہی ہیں۔ علمائے دیوبند اور دیوبندی مسلک کے خلاف سرزمین حجاز پر جو مہم انھوں نے چھیڑی تھی وہ کامیاب ہو رہی ہے۔ قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر اور حدیثیں سنا سنا کر دیوبندی مسلک کو قرآن وسنت کے مخالف ثابت کرنے کی جو تحریک وہابی فرقے کے علمائے اہل حدیث کی جانب سے شروع کی گئی تھی یہ اسی کا اثر ہے کہ دیوبندی علماء و مبلغین مکہ ومدینہ سے بھگائے جا رہے ہیں۔ معراج ربانی اور دوسرے غیر مقلد علماء کے ذریعے دیے جارہے مذکورہ بالا بیانات میں سچائی بھی تھی مگر دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیا ہوگیا؟ جنھیں بھگایا جارہا تھا اب انھیں گلے لگایا جارہا ہے؟ کفر وشرک اور بدعات کے جتنے فتوے علمائے دیوبند اور غیر مقلد علماء کی جانب سے ایک دوسرے پر عائد کیے گئے تھے نہ جانے کہاں دفن ہوگئے؟ جو معتوب تھے وہ محبوب کیسے ہوگئے؟ مسلمان اس راز سے پردہ اٹھتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیا وہابی فرقے سے وابستہ علمائے اہل حدیث ذمہ داری کے ساتھ اس کا جواب دے سکتے ہیں؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

• کعبے کے امام نے اتحاد کی باتیں کیں۔ اتحاد کا درس دیا۔ اسے ہم اپنی بات آگے بڑھاتے ہیں۔ مسلمان بھی دیکھیں جو اتحاد کی باتیں ہندوستان میں کرتے ہیں ان کا کردار وعمل حجاز پاک میں کیسا ہوتا ہے؟ وہاں تو اقتدار کا نشہ غالب ہے بے ادب گستاخ وہابی چاہتے ہیں کہ زمانے بھر کے مسلمان بھی انہیں کی طرح بے ادب اور گستاخ بن جائیں۔ یہ الزام نہیں حقیقت ہے۔ سارے جہان میں رب عزوجل کی جس مقدس کتاب کو مسلمان بوسہ دیا کرتے ہیں۔ اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ اسی مقدس قرآن کی خوب بے حرمتی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں کی جاتی ہے۔ قرآن کی بے ادبی پر کسی طرح کی کوئی پابندی وہاں عائد نہیں کی جاتی بلکہ قرآن کو زمین پر رکھنے اور اسے پھلانگنے اور اس کو تکیہ بنانے کی اجازت دے کر دوسروں کو بھی بے ادب اور گستاخ بننے کی جانب رغبت دلائی جاتی ہے۔ جبکہ دوسری جانب عشق ومحبت اور ادب وتعظیم کے جائز امور کو بھی شرک وبدعت قرار دے کر مسلکی بغض وتعصب کا اظہار ہوتا ہے۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی بندۂ مومن دعا کیلئے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتا ہے تو وہابی کارندے اسے اپنے عتاب کا نشانہ بناتے ہیں۔ کوئی عاشق صادق اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے لگتا ہے تو اس پر بھی سختیاں کی جاتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت ومحبت میں سرشار ہوکر مسلمان کہیں نعت خوانی اور میلاد شریف کی محفل منعقد کرتے ہیں تو نعت خواں حضرات اور مسلمانوں کے لئے یہ مصیبت بن جاتے ہیں۔ شرکائے محفل کے ساتھ جہاں بدزبانی کی جاتی ہے وہیں ان کے ساتھ سختیوں کا مظاہرہ بھی کیا جاتا ہے اتنا ہی نہیں بلکہ نعت مقدس سننے سنانے

والوں کو جیل خانے تک پہنچا دیا جاتا ہے مسلمانوں کے ساتھ اس طرح کی ظلم و زیادتی پر کعبے کے امام کو اتحاد کی با تیں کیوں نہیں یاد آتیں؟ انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی دی جاتی مگر اس کی بجائے جبر و تشدد کیا جاتا ہے۔ اس پر ستم یہ کہ ملت کے اتحاد کی دہائی بھی دی جاتی ہے۔ جبکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کو نظر بد نجد کے اسی سعودی خاندان اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ذریعے لگی ہے۔ جن کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے امام کعبہ کی زبان خشک نہیں ہوتی۔

کیا امام کعبہ یا اُسے مدعو کرنے والے دیو بندی علماء یا اس پر جان چھڑکنے والے غیر مقلد مولوی بتا سکتے ہیں کہ حجازِ مقدس پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی جنگ میں وہابی فوجیوں نے کعبہ مقدس اور مسجد نبوی شریف کی ارضِ مقدس کو کتنے ہزار مسلمانوں کے خون سے رنگین کیا تھا؟ اور سعودی فوج کے وہابی مجاہدین نے توحید کا پرچم اٹھا کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی کتنی پاکدامن ماں بہنوں کو اذیت دے کر اپنی درندگی کا شرمناک مظاہرہ کیا تھا؟ اسی طرح جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ زہرہ، حضرت عثمان غنی اور کتنے جلیل القدر صحابہ کرام کے مزارات کو بے ادبی اور بے حرمتی کے ساتھ مسمار و بے نشان کر دیا گیا تھا؟

اہل اسلام دیکھیں...... کعبے کا امام جن کی مدح سرائی میں منہمک رہتا ہے، ان کے کارنامے کیا کیا ہیں، وہابی فوج نے زندوں کے ساتھ تو ظلم و بربریت اور قتل و قتال کیا، وفات پا جانے والے اللہ پاک کے ایسے مقرب بندوں کو بھی اپنے بغض و عناد اور تعصب کا نشانہ بنایا جن کے خونِ جگر سے گلشن اسلام میں بہار آئی۔

اللہ عزوجل اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے ادب کا حکم دیا۔ ان مقدس شہروں کے جنگلوں کی بھی تعظیم کرنے کی تاکید فرمائی۔ یہی نہیں بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ یہاں نہ جانوروں کا شکار کیا جائے نہ ہی درختوں کو کاٹا جائے۔ کہاں جانور؟ کہاں درخت؟ افسوس صد افسوس کہ ظالم وہابیوں نے ہزاروں ہزار مسلمانوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں۔ پردہ نشین ماں بہنوں کی عزت و عصمت کو نشانہ بنایا۔ ایسے گندوں سے مسلمان کیسے محبت کر سکتے ہیں؟ ایسے بدبختوں سے اُلفت کا تصور کیسے دل میں لایا جا سکتا ہے؟

امام کعبہ کی ہندوستان آمد پر وہابی فرقے سے وابستہ مختلف مکاتب فکر کی جانب سے مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ کعبے کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لئے دیو بند چلئے، دہلی کے رام لیلا میدان چلئے۔ مودودی جماعت اور اہل حدیث جماعت کی فلاں مسجد کو چلئے۔ اس اعلان پر جہاں دیو بندی علماء رخت سفر باندھ رہے تھے وہیں مودودی جماعت کے رضا کار اور غیر مقلدین بھی کچھ پیچھے نہ تھے۔ کعبے کے امام کی اقتداء کے شوق میں بڑی بڑی صفیں لگی ہوئی تھیں۔ اخبارات و رسائل میں بڑے اہتمام کے ساتھ فوٹو چھپوائے جا رہے تھے یہ ساری تشہیر غیر مقلدین اور مودودی صاحب کے مقلدین کی جانب سے ہو رہی تھی۔ یہ سب کے سب وہی لوگ ہیں، جو یہ حدیث پیش کرتے نہیں تھکتے تھے کہ صرف تین مساجد (۱) مسجد کعبہ (۲) مسجد اقصیٰ (۳) مسجد نبوی کے لئے سفر کرنا جائز

ہے۔ مذکورہ تینوں وہابی جماعتوں کے چھوٹے بڑے مبلغین کو اس حدیث کا درس دینے کا بہت شوق ہے۔ اب یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کو بتائیں کہ کعبے کے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی ترغیب دینے اور اس مقصد کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا حق انہیں قرآن وحدیث کے ذریعے کیسے ملا؟ کعبے کے امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کیلئے سفر کرنا تو (ان کے نزدیک) حدیث مذکور کے ذریعے ناجائز ٹھہرتا تھا پھر اسے جائز اور باعث اجرو ثواب کس طرح قرار دے دیا گیا؟ جس حدیث کا ذکر ہم نے کیا وہ حدیث کی کتابوں میں تو ہے ہی دین حق نامی اس کتاب میں بھی موجود ہے جسے سعودی حکومت نے چھپوا کر حاجیوں میں تقسیم کیا ہے۔ شیخ عبدالرحمن کی اس تالیف کا ترجمہ سعید احمد قمر الزماں نے کیا ہے۔ غیر مقلدین کے علاوہ مودودی جماعت اور دیوبندی جماعت کے علماء کیا اس سوال کا کوئی جواب دے سکتے ہیں؟ اسی طرح یہ دوسرا سوال بھی ان کے جواب کے انتظار میں ہاتھ باندھے ادب سے کھڑا ہوا ہے کہ کعبے کے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے میں کون سی فضیلت تھی جو مسلمانوں کو بڑے جوش وخروش کے ساتھ جمع کیا جارہا تھا؟ ہر مسئلہ میں قرآن وحدیث کے احکامات پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے والے غیر مقلدین اور مودودی جماعت اور دیوبندی جماعت کے مولویوں کے پاس اگر اپنے اس فعل کا کوئی جواز قرآن و سنّت سے موجود ہو تو پیش کریں بصورتِ دیگر یہ اقرار کریں کہ ہندوستان کی مسجدوں اور میدانوں میں امام کعبہ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی کوئی فضیلت قرآن وحدیث میں مذکور نہیں ہے۔ اِس بدعت کے جنم داتا دیوبندی، غیر مقلد اور مودودی جماعت کے علماء ہیں۔ ہم جانتے ہیں، خوب جانتے ہیں کہ وہابی مولوی نہ تو امام کعبہ کو جگہ جگہ امام بنانے کا جواز قرآن وسنّت سے پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی امام کعبہ کی اقتداء میں دیوبند اور دہلی میں نماز ادا کرنے کی کسی فضیلت کو وہ قرآن وحدیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔ جو لوگ اس بھرم میں ہیں کہ اہل حدیث اور جماعت اسلامی کا ہر قدم قرآن وسنّت کے مطابق ہوا کرتا ہے، انہیں چاہئے کہ وہ اپنی غلط فہمی کو دور کر لیں۔ کعبے کے امام کو ہندوستان بلا کر غیر مقلدین اور مودودی جماعت اور دیوبندی جماعت کے مولویوں نے جن بدعات کو ہندوستان میں جنم دیا ہے، مسلمان اِس پر توجہ فرمائیں اور دیکھیں کہ بدعتوں کو پیدا کرنیوالے کس طرح قرآن وسنّت پر عمل کا دعویٰ کر کے پارسا بننے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ ابھی تک تو ہم اپنے ملک کے وہابی، دیوبندی اور مودودی جماعت کے علماء کا ذکر کر رہے تھے۔ اب ان کی عقیدتوں کی شمع کعبے کے جس امام کے دم قدم سے روشن ہے، اِس پر بھی نظر کرتے ہیں جن دنوں اخبارات میں امام کعبہ کے دورہ ہند کی دھوم تھی ہم نے مالیگاؤں کے اخبارات میں دیوبندی مکتب فکر کا ایک مراسلہ دیکھا، جس میں بتایا گیا تھا کہ کعبے کا امام غیر مقلد نہیں ہے۔ بلکہ حنبلی مسلک کا پیروکار ہے۔ اس وضاحت کی ضرورت اہلِ دیوبند کو کیوں پیش آئی یہ دہی جانیں۔ مگر کعبے کے امام کو حنبلی بتا کر بھی اُن کی جان کہاں چھوٹنے والی؟ ان عقل مندوں کو اس کا احساس اور شعور تک نہیں۔ کعبے کے امام پر ہم مختلف زاویوں سے سنجیدہ تبصرہ کریں گے۔

علمائے دیوبند فرقہ اہل حدیث کی مخالفت کرتے ہیں مگر کعبے کا امام اُن کی حمایت کرتا ہے۔ علمائے دیوبند فرقہ اہل حدیث کو گمراہ کہتے ہیں، کعبے کا امام اُسے دین دار بتاتا ہے۔ دیوبندی مولوی اپنے پیروکاروں کو اہل حدیث فرقہ سے بچنے کی تعلیم دیتے ہیں، کعبے کا امام اہل حدیث فرقہ سے وابستہ ہو جانے کی نصیحت لوگوں کو کرتا ہے۔ یہ سکے کا ایک رخ تھا صرف اسی کو دیکھ کر غیر مقلدین کو جشن منانے کی ضرورت نہیں۔ کعبے کے امام نے انہیں بھی مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ اہل حدیث فرقے سے وابستہ وہابی علماء تو دیوبندی مولویوں کے خلاف کتابیں تصنیف کرتے ہیں مگر کعبے کا امام ان دیوبندیوں کی حمایت میں بیانات جاری کرتا ہے۔ اہل حدیث فرقہ کے جرجیس اور معراج ربانی جیسے مبلغین تو اپنی تقریروں میں قرآن وحدیث پڑھ پڑھ کر دیوبندی مولویوں پر بدعت وشرک کے فتوے عائد کرتے ہیں، مگر کعبے کا امام دیوبند کے مدرسہ اور دیوبند کے علماء کو اسلام اور ایمان کی سند عطا کرتا ہے۔

یہ کیسا تضاد ہے؟ یہ کیسی جہالت ہے؟ یہ کیسی حماقت ہے؟ یہ کیسا تماشہ ہے؟ ہم نہیں جانتے مگر مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ کعبے کے امام کی قصیدہ خوانی کرنے والے دیوبندی اور غیر مقلد علماء سے وہ دریافت کریں کہ دیوبندی فرقہ اور غیر مقلدین کے اختلافات کے تناظر میں گمراہیت کو راہِ صراط۔۔بدعت کو سنّت۔۔۔کفر کو اسلام۔۔ اور شرک کو ایمان۔۔کہنے والے کعبے کے امام کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن پاک اور احادیث کریمہ سے ماخوذ ہے۔ اس بنیادی عقیدے پر اہلِ اسلام ہمیشہ متفق رہے مگر جب وہابی فرقے نے جنم لیا اُمت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اختلاف وانتشار کی دنیا بھر میں ایسی ہوا چلی جس نے تھمنے کا نام تک نہیں لیا۔ وہابی فرقے کی بنیاد چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء واولیاء کے فضائل ومناقب کے انکار پر رکھی گئی تھی یہی سبب تھا کہ یہ فرقہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد فضیلتوں کا منکر ہوا۔ وہابی فرقہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبانِ خدا سے کس قدر بغض وحسد رکھتا ہے وہ وہابی لٹریچر سے ظاہر ہے۔ وہابیوں کے غلط عقائد اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء واولیاء کی شانِ مقدس میں گستاخیوں پر مطلع ہو کر عرب وعجم میں علمائے اہلسنت نے اِن کے رد میں کتابیں تصنیف کر کے مسلمانوں کو گمراہیت سے بچانے کا عظیم کارنامہ انجام دیا۔ اسی طرح وعظ ونصیحت کے ذریعے بھی اس فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ کرنے کیلئے حتی المقدور کوشش کی گئی۔ جنہیں دین وایمان عزیز تھا ایسے مسلمانوں نے اس سے فائدہ حاصل کیا اور اسلام وشریعت سے متصادم وہابی عقائد ونظریات سے توبہ کی مگر بہت سے ایسے لوگ تھے جو دیوبندی، مودودی اور غیر مقلد جماعتوں کے فریب کا شکار ہو گئے۔ اِن میں جہاں عام لوگوں کا شمار ہے وہیں پڑھا لکھا طبقہ بھی شامل ہے۔ کعبے کے امام نے جس طرح ہندوستان آ کر ملت کے اتحاد کی دہائی دی وہی کام مذکورہ وہابی جماعتوں کی جانب سے ہمیشہ ہوتا رہا۔ اتحاد، اتحاد کے اِس جھوٹے پروپیگنڈے کو سن سن کر لوگ وہابی فرقہ کی مختلف شاخوں سے وابستہ ہوتے گئے۔ اس طبقے کو جہاں یہ کہہ کر بدگمان کیا گیا کہ اہل

سنّت و جماعت کے علماء اختلافات کو ہوا دیتے ہیں اور اُمت میں فتنہ فساد پیدا کرتے ہیں وہیں اُنہیں اہل سنّت کے لٹریچر سے بھی محروم رکھنے کی سازش رچی گئی۔ اس جگہ ضروری ہے کہ مکر و فریب سے بھرا ہوا اتحاد کا نعرہ لگانے والے اتحادیوں کو حقیقت کا آئینہ دکھا دیا جائے۔ جس سے ظاہر ہو جائے کہ افتراق بین المسلمین کا مجرم کون ہے؟ یوں تو اس کے ثبوت میں بہت کچھ بیان کیا جا سکتا ہے مگر ہمیں حرمین شریفین کے نام نہاد خادمین اور امام کعبہ کے متعلق بہت کچھ لکھنا ہے، اس لئے یہاں ہم صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کریں گے جسے دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کس بے دردی اور غیر ذمہ داری کے ساتھ دنیا جہان کے مسلمانوں کی غالب اکثریت کو مشرک بنانے کا قابل فخر کارنامہ وہابی فرقے کی جانب سے انجام دیا جاتا ہے اور اس کے بعد بھی اتحاد بین المسلمین کا پرچم ان کے ہاتھوں میں سلامت رہتا ہے۔ دین حق نامی کتاب کا ذکر اس سے قبل گذرا اسی کتاب میں کعبے کے امام کا جو عقیدہ لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے۔ "جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس نماز کی طرح خشوع و خضوع سے کھڑے ہو کر اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کی درخواست کرتے ہیں یا آپ سے فریاد کرتے ہیں...... یا اللہ کے یہاں آپ کو واسطہ ٹھہراتے ہیں تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ (دین حق ص ۷۹، مطبوعہ سعودیہ، مفت تقسیم برائے حجاج)......

کعبے کے امام اور اس کے وہابی عقائد پر دیوبندی اور غیر مقلد جماعتوں کے مولویوں کو بہت ناز ہے اب وہی اس عبارت سے پیدا ہونے والے ان سوالات کا تشفی بخش جواب قرآن و سنّت کی روشنی میں عنایت کریں۔ تاکہ مسلمان بھی نظارہ کر سکیں کہ شرک کی تہمت رکھنا تو بہت آسان ہے مگر اس کا ثبوت پیش کرنا کتنا مشکل کام ہے۔

سب سے پہلے تو یہ بتایا جائے کہ (۱) قبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نماز کی طرح خشوع و خضوع سے کھڑے ہو جانے میں قرآن کے کس حکم کی اور حدیث کے کس حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور کون سا گناہ سرزد ہو جاتا ہے؟ (۲) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کے پاس نماز کی طرح خشوع و خضوع سے کھڑے ہونے کی ممانعت قرآن میں اور حدیث کی کتابوں میں کتنی جگہ موجود ہے؟ (۳) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس ہاتھ باندھ کر سر جھکائے ادب سے کھڑے ہونا اگر آپ کے وہابی عقیدے کی بنیاد پر ناجائز ہے تو پھر بتایا جائے کہ کس طرح اس مقدس و عظیم بارگاہ میں کھڑا ہونا چاہیے؟ کیا آپ کے رہبر محمد بن عبدالوہاب نجدی نے آپ حضرات کو ایک پیر آگے اور دوسرا پیر پیچھے اسی طرح دایاں ہاتھ آگے اور بایاں ہاتھ پیچھے اور اپنی گردن کو موڑ کر کھڑے ہونے کی تعلیم دی ہے؟ (۴) اللہ عزوجل نے تو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو رحیم اور کریم بنایا یہ عقیدہ تو قرآن و حدیث سے واضح ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حاجت کی درخواست کرنا شرک کیسے ہو جائے گا؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے والا بندۂ مومن مشرک کیوں ہو جائے گا؟ (۵) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد وصال کسی حاجت کیلئے درخواست اور فریاد کرنے کی ممانعت قرآن و حدیث میں کتنے مقامات پر کی گئی ہے؟ (۶) جب حیات ظاہری میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حاجت کی فریاد اور

درخواست کرنا شرک نہیں تو بعد وصال اسے شرک کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ (۷) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال فرمانا عام انسانوں کی موت جیسا نہیں بلکہ حضور علیہ السلام تو اب بھی زندہ ہیں سلامت ہیں پھر اُن سے فریاد و گذارش کیوں نہیں کی جاسکتی؟ (۸) اللہ کریم نے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قاسم نعمت بنایا۔ جنت کے خزانوں کا مالک بنایا۔ رحمۃ للعالمین بنایا پھر اُن سے نعمتوں اور رحمتوں کی درخواست و فریاد شرک کیسے ٹھہر جائے گی؟ (۹) غیر مقلد تو حدیث کے خوب دعویدار بنے پھرتے ہیں، پھر انہیں حدیث کی کتابوں میں واسطہ اور وسیلے کی حدیثیں نظر کیوں نہیں آتیں؟ (۱۰) علمائے دیوبند تو واسطہ اور وسیلہ کے قائل ہیں وہ جواب دیں کہ کعبے کا جو امام انہیں مشرک کہتا ہے وہ کیسے قابل امامت قرار دیا جائے گا؟ اور ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی دعوت دینے کو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

امام کعبہ نے دیوبند سے دہلی تک محمد بن عبد الوہاب نجدی اور سعودی بادشاہوں کی جو تعریف و توصیف کی وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، میڈیا کے ذریعے اس کی خوب تشہیر بھی کروائی گئی، کعبے کے امام نے تو دیوبند پہنچ کر یہاں تک کہہ دیا کہ اس مدرسے کی کارگذاریوں سے میں شاہ عبد اللہ کو مطلع کروں گا۔ اس اعلان کے بعد تو دیوبندی مولویوں کے قدم زمین پر نہیں ٹھہر رہے تھے۔ دیوبند کے مدرسے میں جشن کا ماحول تھا مگر غیر مقلدین کی جمعیت اہل حدیث میں کیسی صف ماتم بچھی ہوگی اس کا تصور کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ اہل دیوبند کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ اس لئے نہیں تھا کہ ان کا کاسۂ گدائی بھرنے کو تھا۔ ایک بار پھر سعودی ریال اور پیٹرو ڈالر سے مالا مال ہونے کا زرین موقع ان کے ہاتھ آیا تھا۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے تو کعبے کے امام کو دیوبند کا مہمان بنایا گیا تھا۔ علمائے دیوبند کے جھرمٹ میں بیٹھ کر دیوبند کے جس مدرسے میں کعبے کے امام نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے تھے ہم دیوبند کے اسی مدرسے کے ایک صدر مدرس سے مسلمانوں کی ملاقات کروانا چاہتے ہیں یہ شیخ الحدیث اور صدر مدرس کوئی چھوٹے موٹے عالم نہیں ہیں، بلکہ سارے دیوبندی مولویوں کے شیخ الاسلام ہیں۔ ان کی ایک کتاب "الشھاب الثاقب" ہے۔ یہ کوئی گمنام کتاب نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں کی بڑی مشہور و معروف کتاب ہے۔ ہم اسی کتاب سے ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں۔ اس اقتباس میں نہ تو کوئی لفظ ہم نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے نہ ہی کوئی لفظ کم کیا ہے۔ حسین احمد مدنی صاحب نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کا نام لے کر جو کچھ بھی تحریر کیا وہی سب کچھ ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔ ۔۔۔ہند سے سندھ تک کے علمائے دیوبند کو ہم آواز دیتے ہیں کہ وہ اس اقتباس کی روشنی میں یہ وضاحت کریں کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق کعبے کے امام نے جو کچھ کہا اسے صحیح مانا جائے یا ارشد مدنی صاحب کے دادا اور دیوبندی فرقہ کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اُسے درست سمجھا جائے؟

حسین احمد مدنی صاحب "الشھاب الثاقب" میں رقمطراز ہیں۔ "صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً

تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالاتِ باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنّت والجماعت سے قتل وقتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکلیفِ شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم وباغی، خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہلِ عرب کو خصوصاً اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے، نہ نصاریٰ، نہ مجوس سے، نہ ہنود سے، غرض کہ مذکورۃ الصدر کی وجہ سے اُن کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیے۔ وہ لوگ یہود ونصاریٰ سے اس قدر رنج وعداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں" (الشہاب الثاقب ص ۵۴ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیو بند)

مال وزر کی حرص اور لالچ دیو بندی مولویوں کو کس طرح اپنی وفاداریاں بدلنے پر مجبور کرتی ہے؟ کس طرح یہ اپنے دین ومسلک کا خون کرتے ہیں اور انہیں اپنے بزرگوں اور باپ داداؤں کی عزت کا کس قدر احساس ہے اس کا اندازہ مذکورہ اقتباس کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ دیو بند کے شیخ حسین احمد مدنی نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو بدعقیدہ، گمراہ، بے ادب، گستاخ، ظالم، غاصب، باغی، خونخوار اور قاتل کہنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ آگے صاف صاف یہ بات بھی لکھ دی کہ "محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم وتمام مسلمانانِ دیار، مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا، ان کے اموال کو ان سے چھین لینا، حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کر دی ہے" الشہاب الثاقب ص ۵۵ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیو بند)

ظلم وجبر، لوٹ مار، قتل وغارت گری، فتنہ وفساد اور تشدد کی یہی وہ تعلیم تھی جس نے وہابی دہشت گردی کو جنم دیا۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی خود بھی اس پر عمل پیرا رہا اور پھر اس کے مشن کو القاعدہ، طالبان، لشکر طیبہ، جیش محمد، حزب المجاہدین، سپاہ صحابہ اور لشکر جھنگوی جیسی وہابی دہشت گرد تنظیموں نے آگے بڑھایا۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کیا تو ان وہابی دہشت گرد تنظیموں نے ہندوستان، پاکستان اور افغانستان میں یہی سب کچھ کیا۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے معتقدین نے حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مزارات اور دیگر مقدس صحابہ کے مزارات کو اپنے تعصب کا نشانہ بنایا تو مذکورہ وہابی دہشت گرد تنظیموں نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ کے مزارِ مبارک داتا سرکار اور دیگر اولیاء اللہ کے مزارات اور آستانوں پر بم دھماکے کئے۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی فوج نے حجازِ مقدس میں علمائے اہل سنّت کو چن چن کر شہید کیا تو اس کی اتباع میں پاکستان اور افغانستان میں وہابی دہشت گردوں نے

درجنوں نامور علمائے اہلسنت کو گولیوں اور خودکش حملوں کے ذریعے شہید کر کے رکھ دیا محمد بن عبدالوہاب نجدی کے معتقدین نے حجازِ مقدس پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے بعد مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں صدیوں سے جاری عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبات کو بزورِ طاقت بند کروادیا تو وہابی دہشت گردوں نے اسی اقدام کی تقلید کرتے ہوئے کراچی کے نشتر پارک میں منعقدہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان تقریب کے اسٹیج پر ایسا زبردست بم دھماکہ کیا کہ سو سے زائد علماء و عوام اہل سنّت آن کی آن میں شہید ہو گئے۔ دہشت گردی میں ملوث نام نہاد وہابی مجاہدین نے اسلام اور مسلمانوں کو ساری دنیا میں کس قدر نقصانات سے دوچار کیا ہے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ وہابی دہشت گردی اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے۔ چونکہ "الشہاب الثاقب" کے مذکورہ حوالوں سے اس عنوان پر بھی روشنی ڈالی جا سکتی تھی اس لئے ضمناً یہاں اس کا ذکر بھی کر دیا گیا، اب اپنے اصل عنوان کی طرف واپس ہوا جائے۔ کعبے کے امام اور اس کے دیوبندی میزبانوں کو ہم یاد دلاتے چلیں کہ پھر "الشہاب الثاقب" کی ایک عبارت یہاں درج کی جارہی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ماننے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے کیسے بے ادب اور کیسے گستاخ ہیں، دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ "شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔۔۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے (الشہاب الثاقب ص ۶۱ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

"الشہاب الثاقب" کے مذکورہ تینوں اقتباسات نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ساتھ ساتھ کعبے کے امام کو بھی بدترین مجرم بنا کر رکھ دیا ہے۔ یہ گھر کی شہادتیں دیوبندی مولویوں کا چین و سکون غارت کر رہی ہیں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کو ماننے والے دیگر وہابی جب گمراہ، فاسق، بے ادب اور گستاخ و بدعقیدہ ٹھہرے تو پھر ان کی امامت میں نمازیں ادا کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ کیا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے بعد بھی کوئی مسلمان رہ سکتا ہے؟ نہیں نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں مگر شریعت، انصاف اور اصول کی باتیں یہاں نہ کرو! یہ دیوبند ہے، یہاں چڑھتے سورج کو سلامی دی جاتی ہے۔ جب ہندوستان پر انگریز قابض تھے تو دیوبند والوں سے ان کی بڑی رسم و راہ تھی، جب کانگریس کی حکومت بنی تو گاندھی گھرانے سے تعلقات قائم کر لئے گئے، بھاجپا برسرِ اقتدار آئی تو اس سے بھی مضبوط دوستی پیدا کر لی گئی، یہ ہندوستان میں ہیں تو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ہم نے پوری شدت کے ساتھ پاکستان کے قیام کی مخالفت کی تھی، مگر یہی دیوبندی مولوی جب پاکستان میں ہوتے ہیں تو پاکستان کے قیام کی پوری دستار اپنے سر باندھتے ہیں، ان کے یہاں نہ ندامت ہے نہ شرمندگی ہے، ان سے کوئی نہ پوچھے کہ کعبے کے

جس امام کو تم نے دیو بند کا مہمان بنایا پہلے الشہاب الثاقب کو سامنے رکھ کر اس کا مسلمان ہونا تو ثابت کرو، بعد میں اس کے لئے امامت کا مُصلّٰی بچھاؤ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس میں جو گستاخانہ جملہ کہنا وہابیوں کا معمول ہے، دیو بند کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی صاحب کی تصنیف الشہاب الثاقب کے حوالے سے اسے بیان کیا جا چکا، کہا گیا کہ وہابیوں کی لاٹھیاں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نفع بخش ہیں۔ جب اس پر بھی انہیں قرار نہ آیا تو یہ گستاخانہ دلیل پیش کی گئی کہ وہابی اپنی لاٹھی سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں۔ کتے کو بھگا سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تو یہ کام بھی نہیں لیا جا سکتا۔۔۔۔ توبہ توبہ۔۔۔۔ یہ کیسی گستاخی ہے؟ کیسی اہانت ہے اور کیسی توہین ہے؟ کیا کوئی مسلمان کبھی ایسے الفاظ اپنی زبان سے ادا کر سکتا ہے؟ کیا کوئی صاحب ایمان کبھی اس طرح کے کفریات کی حمایت کر سکتا ہے ؟۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔۔ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ بھی اس طرح کی گستاخی اور بے ادبی کا تصور نہیں کر سکتا۔ ایسی گمراہیت، ایسی بے ادبی اور گستاخیاں تو صرف اور صرف منافقین اسلام کے یہاں ملتی ہیں ۔چونکہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا رشتہ عقیدت زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین سے بڑا مضبوط اور مستحکم ہے ۔یہی وجہ ہے کہ اس کی پیروی کرنے والوں کے یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر محبوبان خدا کی گستاخیوں سے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے نامہ اعمال میں ایسے بھیانک جرائم کا اندراج نہیں ہوتا تو پھر کیسے یہود و نصاریٰ کی امداد و اعانت اور مہربانی سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی بادشاہت انہیں ملتی۔ تاریخ نے اپنے سینے میں ان حقائق کو جمع کر رکھا ہے کہ ترکوں کی عظیم اسلامی سلطنت کا خاتمہ یہود و نصاریٰ کی ناپاک سازش سے ہوا۔ مسلمانوں کی اس عظیم عالمی طاقت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے برطانیہ نے محمد بن عبد الوہاب نجدی اور آل سعود کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ ہمارے ادباء، ہمارے شعراء، ہمارے مصنفین، ہمارے مورخین، ہمارے کالم نویس ،ہمارے مدیر، ہمارے مفکرین، ہمارے مبصرین، ہمارے ناقدین اور ہمارے دانش وروں کو مسلمانوں کے زوال کی داستان تو بہت اچھی طرح یاد ہے مگر اس کا سبب یاد نہیں رہا۔ مسلمانوں کے عروج، مسلمانوں کے وقار، مسلمانوں کی عزت و عظمت، شان و شوکت اور مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے میں محمد بن عبد الوہاب نجدی اور آل سعود نے انگریزوں کے ہاتھوں نیلام ہو کر جو گھناونا کردار انجام دیا اسے فراموش کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی المناک اور وحشت ناک داستان کا ایک باب ۱۸ صفر المظفر سن ہجری ۱۳۳۴ یعنی ۲۶ نومبر 1915 سن عیسوی کا وہ سیاہ دن ہے جسے ہم یاد دلانا چاہتے ہیں۔ اسی دن عالم اسلام کے خلاف ایک خطرناک سازش رچی گئی۔ سعودی نجدی مال وزر سے پلنے، بڑھنے اور زندگی پانے والی تحریکوں میں دیو بندی ،غیر مقلد اور مودودی جماعت کا شمار ہے۔ ان تحریکوں سے وابستہ علماء و امراء بھی یہ تماشہ دیکھیں کہ کعبے کا امام دیو بند اور دہلی میں جن سعودی بادشاہوں کو اسلام اور مسلمانوں کا محسن ثابت کرتا رہا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے کتنے

وفادار ہیں؟ برطانیہ اور عبدالعزیز بن سعود کے درمیان ہونے والے ایک تاریخی معاہدے کو یہاں نقل کیا جارہا ہے۔ مختلف وہابی تحریکوں کے غلط پروپیگنڈے کی بنیاد پر جنہوں نے آل سعود کو اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھ رکھا ہے ہمیں امید ہے کہ اس معاہدے کو بغور پڑھنے کے بعد وہ ضرور یہ اعتراف کریں گے کہ سعودی نجدی بادشاہوں کی حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کہ وہ انگریزوں کے بے بس غلام تھے...... ہیں...... اور رہیں گے۔

ابن سعود اور انگریزوں کا معاہدہ

دفعہ اول: حکومت برطانیہ اعتراف کرتی ہے اور اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ علاقہ جات نجد، احساء، قطیف، جبیل اور خلیج فارس کے ملحقہ مقامات، جن کی حد بندی بعد کو ہوگی۔ یہ سلطان ابن سعود کے علاقہ جات ہیں اور برطانیہ اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ان مقامات کا مستقل حاکم سلطان مذکور اور اس کے اجداد ہیں۔ ان کو ان ممالک اور قبائل پر خود مختار حکومت حاصل ہے اور اس کے بعد ان کے لڑکے ان کے صحیح وارث ہوں گے، لیکن ان ورثاء میں سے کسی ایک کی سلطنت کے انتخاب وتقرر کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ شخص سلطنت برطانیہ کا مخالف نہ ہو اور شرائط مندرجہ معاہدہ ہذا کے بھی خلاف نہ ہو۔

دفعہ دوم: اگر کوئی اجنبی طاقت سلطان ابن سعود اور اس کے ورثاء کے ممالک پر حکومت برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر یا اس کو ابن سعود سے مشورہ کرنے کی فرصت دیے بغیر حملہ آور ہوئے، تو حکومت برطانیہ ابن سعود سے مشورہ کر کے حملہ آور حکومت کے خلاف ابن سعود کو امداد دے گی اور اپنے حالات کو ملحوظ رکھ کر ایسی تدابیر اختیار کرے گی، جن سے ابن سعود کے اغراض ومقاصد اور اس کے ممالک کی بہبود محفوظ رہ سکے۔

دفعہ سوم: ابن سعود اس معاہدے پر راضی ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ (۱) وہ کسی غیر قوم یا کسی سلطنت کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا سمجھوتہ اور معاہدہ کرنے سے پرہیز کرے گا۔ (۲) ممالک مذکورہ بالا کے متعلق اگر کوئی سلطنت دخل دے گی، تو ابن سعود فوراً حکومت برطانیہ کو اس امر کی اطلاع دیگا۔

دفعہ چہارم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ وہ اس سے پھرے گا نہیں اور وہ ممالک مذکورہ یا اس کے کسی دوسرے حصہ کو حکومت برطانیہ سے مشورہ کیے بغیر بیچنے، رہن رکھنے، متاجری یا کسی قسم کے تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کو اس امر کا اختیار نہ ہوگا کہ کسی حکومت یا کسی حکومت کی رعایا کو برطانیہ کی مرضی کے خلاف ممالک مذکورہ بالا میں کوئی رعایت لائسنس دے۔ ابن سعود وعدہ کرتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے ارشاد کی تعمیل کرے گا اور اس میں اس امر کی قید نہیں ہے کہ وہ ارشاد اس کے مفاد کے خلاف ہو یا موافق۔

دفعہ پنجم: ابن سعود عہد کرتا ہے کہ مقامات مقدسہ کے لئے جو راستے اس کی سلطنت سے ہو کر گزرتے ہیں، وہ باقی رہیں گے اور ابن سعود حجاج کی آمد ورفت کے زمانے میں ان کی حفاظت کریگا۔

دفعہ ششم: ابن سعود اپنے پیشترو سلاطین نجد کی طرح عہد کرتا ہے کہ وہ علاقہ جات کویت، بحرین، علاقہ

جات رؤساء وشیوخ عرب، عمان کے ان ساحلی علاقہ جات اور دیگر ملحقہ مقامات کے متعلق جو برطانوی حمایت میں ہیں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا۔ ان ریاستوں کی حد بندی بعد کو ہوگی جو برطانیہ سے معاہدہ کر چکی ہیں۔

دفعہ ھفتم: اس کے علاوہ حکومتِ برطانیہ اور ابن سعود اس امر پر راضی ہیں کہ طرفین کے بقیہ باہمی معاملات کے لئے ایک اور مفصل عہد نامہ مرتب و منظور کیا جائیگا

مورخہ ۱۸ رصفر ۱۳۳۴ ہجری / ۲۶ نومبر ۱۹۱۵ عیسوی

مہر و دستخط: ...... **عبدالعزیز السعود**

دستخط: ...... **پی ریڈ کاکس** وکیل معاہدہ ہذا و نمائندہ برطانیہ، خلیج فارس

دستخط: ...... **چیسفورڈ نائب ملک معظم وائسرائے ھند**

(یہ معاہدہ وائسرائے ہند کی طرف سے گورنمنٹ آف انڈیا بمقام شملہ ۱۸ مئی ۱۹۱۶ء کو تصدیق ہو چکا ہے۔ دستخط اے۔ایچ گرانٹ سکریٹری حکومت ہند شعبہ خارجیہ وسیاسیات۔)

[بحوالہ: تاریخ نجد و حجاز (صفحہ نمبر ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶) ...... مفتی عبدالقیوم ہزاروی ...... ناشر آل انڈیا حج سیمینار کمیٹی، معرفت پوسٹ بکس نمبر ۱۳۴۲ دہلی]

ہم نے ایک تاریخی شہادت اس الزام کے ثبوت میں پیش کر دی ہے کہ سعودی وہابی حکمرانوں کو حجاز مقدس اور عرب کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں پر مسلط کرنے کا کام انگریزوں نے کیا ہے۔ ابن سعود اور انگریزوں کے درمیان ہونے والے اس معاہدے سے یہ بات بھی روشن ہے کہ سعودی وہابی نجدی بادشاہوں کو عرب کا جو تخت و تاج ملا ہے وہ یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف طویل گھناؤنی سازش کا ایک حصہ ہے۔ ابن سعود کے بعد اس کی اولادوں کے پاس اقتدار رہے گا اس کا فیصلہ بھی انگریزوں نے کر دیا مگر اس کے ساتھ ہی جو خاص شرط رکھی وہ توجہ کے قابل ہے کہ ابن سعود کے ایسے ہی لائق فرزند کو بادشاہت کے قابل سمجھا جائے گا جو انگریزوں کا مطیع اور فرماں بردار ہوگا۔

قارئین مذکورہ معاہدے کے اہم نکات کو ذہن نشین رکھیں۔ ان شاء اللہ آئندہ قسط میں اس پر مزید روشنی ڈالی جائے گی۔ اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کے لئے کون سے کارہائے نمایاں سعودی حکمرانوں نے دنیا بھر میں اپنے طویل اقتدار کے دوران انجام دیئے ہیں اس پر بھی بحث ہوگی۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے سارے جہان کے مسلمانوں کو جو محبت ہے اُسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بلاشبہ روئے زمین کے یہ دو مقدس ترین خطے ہیں۔ جن کے فضائل و مناقب جا بجا قرآن پاک اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ظاہر ہیں۔ اہل اسلام کا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے جو ایمانی رشتہ ہے یہ اس کا تقاضا ہے کہ

مسلمان اس پاک سرزمین سے والہانہ محبت رکھیں، ہر دور کے مسلمان اس تقاضے کو پورا کرتے رہے ہیں اور پورا کرتے رہیں گے۔ مسلمانوں کی یہی تو سب سے بڑی آرزو اور تمنا ہوا کرتی ہے کہ وہ اس پاک سرزمین پر پہنچ کر جہاں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اپنے رب کریم کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں وہیں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک پر پہنچ کر ادب وعقیدت اور محبت سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کر سکیں۔ اسی حسرت کو لئے تو مسلمان جیتے ہیں، اسی تمنا کو دل میں بسا کر تو مسلمان اپنی زندگی گزارا کرتے ہیں۔ مگر اسلام کے اس عظیم گلشن کو برباد کرنے اور اسلام کے عظمت والے نشانات کو ختم کرنے کی جو سازش یہود ونصاریٰ نے نجد کے سعودیوں اور وہابیوں کو اپنا مہرہ بنا کر تیار کی وہ مسلمانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے، یہی سبب ہے کہ مسلمان مکہ، مدینہ سے محبت کرنے کے ساتھ ساتھ سعودی، وہابی بادشاہوں اور مکہ مدینہ کے نجدی وہابی ائمہ کے لئے بھی اپنے دلوں میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ جبکہ سعودی وہابی شاہ اور اس کے زیر اثر علماء چاہے پھر کعبے کا امام ہی کیوں نہ ہو مسلمانوں کی کسی ہمدردی اور محبت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ اہل سنت کی مخالفت میں متعدد ناموں سے وجود میں آکر مسلمانوں کے درمیان وہابی افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت کرنے والی جماعتوں اور تنظیموں نے ہر جگہ مسلمانوں کو یہی کہہ کر دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر وہابی فرقہ حق پر نہیں تو پھر وہابی عقائد کے ماننے والے کیسے مکہ مدینہ کے حکمراں اور سلطان بنے ہوئے ہیں؟ اگر وہابی فرقہ حق پر نہیں تو پھر کیسے وہابی علماء کعبے کی امامت کے شرف سے نوازے گئے؟ وہابی، دیوبندی، غیر مقلد اور مودودی جماعتوں کی طرف سے چلایا جانے والا یہی وہ زہریلا تیر ہے جس نے نہ جانے کتنے ذہنوں کو متاثر کیا۔ نہ جانے کتنے دلوں کو گھائل کیا۔ وہابیوں کے اس فریب کا شکار ہونے والوں میں صرف عوام ہی نہیں بلکہ ہماری قوم کے پڑھے لکھے افراد بھی ہیں۔ کعبے کے امام کو دیوبند بلانے اور اس کی خوب تشہیر کرنے کا مقصد یہی تو تھا کہ مسلمان کعبے کے امام کو دیوبند کے مدرسے، جماعت اسلامی کے دفتر اور غیر مقلد اہل حدیث فرقے کی عبادت گاہ میں دیکھ کر خود فیصلہ کر لیں کہ حق پر قائم رہنے والی جماعتیں کون سی ہیں؟

مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ کعبے کی امامت اور مکہ مدینہ کی بادشاہت حق وباطل کی ضمانت نہیں یہ کچھ ضروری نہیں کہ کعبے کا جو امام ہوگا وہ ہمیشہ راہ راست پر ہوگا۔ اسی طرح یہ بھی کچھ ضروری نہیں کہ مکہ مدینے کا جو بادشاہ ہوگا وہ ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوگا۔ اگر واقعی یہی بات ہوتی کہ کعبے کا امام کبھی راہِ حق سے نہیں بھٹکے گا اور مکے مدینے کا بادشاہ کبھی بھی صراطِ مستقیم سے نہیں بہکے گا تو پھر حجاز پاک میں وہابیوں کا تسلط کیسے ہو سکتا تھا؟ قبلۂ مقدس کی امامت نجدی وہابی علماء کے قبضے میں کیسے جاتی؟ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی بادشاہت اور کعبے کی امامت پر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے گمراہ کن عقائد ونظریات کی اتباع کرنے والے سعودی نجدی شیخوں اور وہابی نجدی علماء کا قابض ہو جانا اس حقیقت کا روشن ترین ثبوت ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ اہلِ اسلام کی آزمائش کیلئے حجاز مقدس کی

بادشاہت اور امامت گمراہوں کے ہاتھوں میں دے دی جائے گی۔ موجودہ زمانے میں یہی سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ پہلی بار نہیں ہوا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی سرزمین گمراہوں کے قبضے میں گئی ہے۔ بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل بھی اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر گمراہوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ مگر رب کریم نے مسلمانوں پر فضل و احسان فرمایا اور دوبارہ یہ ارضِ مقدس مسلمانوں کے قبضہ و اختیار میں جا پہنچی۔ جس طرح ماضی میں حجازِ پاک کی خدمت اہلِ ایمان کو دوبارہ نصیب ہوئی۔ ان شاء اللہ۔ ایک بار پھر سعودی نجدی بادشاہوں اور نجدی وہابی علماء کے ہاتھوں سے حجازِ پاک کا اقتدار مسلمانوں کے پاس دوبارہ منتقل ہوگا۔ یہ بات ایک یاد و دہائی قبل کہی جاتی تو ممکن تھا کہ عام ذہن و دماغ اُسے قبول نہ کرتا۔ مگر عرب ممالک میں پھیلی مسلمانوں کی بے چینی کو اب بآسانی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ دیوبند کی طرح دنیا بھر میں کعبے کے امام کا آنا جانا اسی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے۔ بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ عرض کیا جارہا تھا کہ کعبے کی امامت اور بادشاہت حق و باطل کا فیصلہ نہیں کرتی۔ یہ ایک ایسا عنوان ہے جو مسلمانوں کو تفصیل کے ساتھ یاد رہنا چاہئے۔ مگر ہماری حالت قابلِ رحم ہے۔ ہمیں نہ کچھ یاد ہے۔ نہ معلوم ہے۔ کوئی بتائے تو ہم سننے کو تیار نہیں ہوتے، کوئی سمجھائے تو ہم سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے۔ ہمارے اکثر پڑھے لکھے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ تحقیق و تفتیش کے بعد اپنی رائے قائم نہیں کرتے بلکہ سنی سنائی باتوں پر اعتبار کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جو عوام پر اثر انداز ہوتا ہے۔ قوم کے تعلیم یافتہ افراد کا اگر یہ حال ہو جائے تو قوم کہاں جائے گی؟ ہمیں نہ اپنے دوستوں کی خبر ہے نہ ہی ہم اپنے دشمنوں کے عزائم سے واقف و آگاہ ہیں کیسی کیسی قیامتیں ٹوٹ گئیں ہمیں کچھ معلوم ہی نہیں۔ یہودیوں اور نصرانیوں نے ایک منظم سازش کے تحت اسلام کے باغیوں کو مکہ مدینے کا سلطان بنا دیا۔ ہمیں اس سے کچھ غرض ہی نہیں۔ مکہ و مدینے کی مقدس سرزمین سے ان گنت اسلامی آثار مٹا دیئے گئے۔ ہمیں اس کی پرواہ تک نہیں۔ سارے جہان میں مسلمان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ ہم اس کا اصل سبب جاننے کی کوشش نہیں کرتے۔ مسلمانوں کی عظمت۔ مسلمانوں کی عزت...... مسلمانوں کی شان و شوکت یہ سب کچھ اب تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئے ہیں۔ آخر یہ سب کیسے ہو گیا؟ ہمارا وقار کہاں گیا؟ ہماری ہمت و طاقت کو زوال کیسے آیا؟ ہم حاکم تھے محکوم کیسے ہوئے؟ ہم غنی تھے محتاج کیسے بنے؟ آج بھی پچاس سے زائد مسلم ممالک ہیں مگر اس کے باوجود نہ دنیا میں اُن کا کچھ زور ہے نہ اُن کی باتوں کا کچھ اثر ہے۔ یہ سب ذلت اور رسوائی ہمیں سوچنے پر مجبور کیوں نہیں کرتی کہ ہم سے کون سی ایسی خطا ہوگئی جس کی اتنی بڑی سزا مل رہی ہے۔ کاش اس پر ہم اپنے ذہن و دل کو متوجہ کرتے تو ہمیں معلوم ہوتا کہ شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال نے جو کچھ کہا تھا وہ کیوں سچ اور حق تھا کہ

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے   مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اہلِ بیتِ اطہار اور اُن کے مقدس صحابہ اور اُن کی اُمت کے اولیائے

کرام سے مسلمانوں کو جو بے پناہ عشق اور محبت تھی اُسے آگ کس نے لگائی ؟ اس شمع کو کس نے تاریک کیا؟ ضرور ضرور وہابی افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کرنے والی جماعتوں نے مسلمانوں کے دلوں کو عشق و محبت کے نور سے بے نور کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے ۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبانِ خدا سے عشق و محبت کے سارے اُمور کو کفر و شرک قرار دینے کا جو حشر ہوا ہے ہم اس سے سبق کیوں نہیں حاصل کرتے؟ ضرور ضرور مسلمانوں کو ماضی میں جو سر بلندی نصیب ہوئی تھی وہ اسی سبب سے تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبانِ خدا کی نسبت غلامی پر انہیں ناز تھا۔ مگر وہابی فرقے نے کیا جنم لیا کہ بدنصیب وہابیوں کی جانب سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ کیا جانے لگا۔ یہی نہیں بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبانِ خدا کی گستاخی اور توہین کو توحید اور اسلام کا نام دیا جانے لگا۔ یہ ساری برائیاں مسلمانوں میں پیدا کرنے کا کام دیوبندی وہابی غیر مقلد اور مودودی فرقے سے وابستہ علماء اور مبلغین نے کیا۔ وہابی فرقے کی یہی وہ مختلف جماعتیں ہیں جن کے علماء نے کعبے کے امام کی ہندوستان آمد پر اس کا دل و جان سے استقبال کیا کوئی اُٹھے۔ ان سے پوچھے کہ وہ کون سی دلیل ہے جس کے ذریعے یہ مان لیا جائے کہ کعبے کا امام گمراہ اور گمراہ گر نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ہم ہر مسئلہ میں تو قرآن و سنّت کو اپنا رہبر بنانے کی بات کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے آگے ہم کسی کی بات سننے کو تیار نہیں ہوں گے۔ مگر کعبے کے امام کی امامت اور وہابی نجدی سعودی بادشاہوں کی بادشاہت پر ہم آنکھ بند کر کے ایمان و یقین کر لیتے ہیں، انصاف تو تب ہو کہ ہم قرآن اور حدیث کی ہدایت اور رہنمائی اس مسئلہ میں بھی حاصل کریں کہ کعبے کی امامت اور بادشاہت گمراہوں کے ہاتھوں میں جا سکتی ہے یا نہیں؟ سعودیوں کی امداد پر سعودی بادشاہوں اور کعبہ کے نجدی اماموں کی مدح سرائی کرنے والے وہابی علماء صبحِ قیامت تک قرآنِ پاک کی کوئی ایسی آیت مبارکہ یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث پاک پیش نہیں کر سکتے جس میں اللہ عزو جل و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہو کہ کعبے کا امام یا بادشاہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔

کرنل قذافی کوئی فرشتہ صفت انسان نہ تھا۔۔۔۔۔۔ مگر ایک مستحکم سلطنت کا سربراہ ضرور تھا...... اس نے مسلمانوں کے ایک ملک کو خوشحالی اور شادابی دینے کی کامیاب کوشش کی تھی...... وہاں مسلمان چین و سکون کی راہوں پر گامزن تھے...... معمر قذافی کا گناہ یہی تھا...... صرف یہی تھا کہ وہ اسرائیل کا مخالف تھا...... اور امریکہ و برطانیہ کا کبھی دوست نہیں بن سکا تھا...... اسے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے دکھ درد کا احساس تھا...... وہ جانتا تھا کہ اسرائیلی مظالم امریکہ و برطانیہ کی پشت پناہی سے جاری ہیں...... اس حقیقت کا اظہار بھی وہ کیا کرتا تھا...... بس یہی اس کی خطا تھی...... یہی اس کا جرم تھا...... وہ اسلام کی خیر خواہی کا جذبہ کیوں اپنے دل میں رکھتا تھا؟ وہ ایک ملک کا سربراہ تھا...... ایک بڑی فوج اس کی دسترس میں تھی...... وہ مستقبل میں امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کیلئے خطرہ بن سکتا تھا...... اسی خوف سے لیبیاء میں بغاوت کے شعلے بھڑکائے گئے...... باغیوں کو اکسایا گیا...... مال و زر دیا

گیا..... جدید ترین ہتھیاروں سے لیس کیا گیا..... اور پھر وہ دن آ گیا جب کرنل قذافی مجرم بن کر باغیوں کی تحویل میں پہنچ گیا..... گرفتاری کے بعد اسے کس بے دردی کے ساتھ موت کی نیند سلایا گیا یہ سب اب تاریخ کا حصہ بن کر رہ گیا ہے..... اب لیبیا، میں امریکہ برطانیہ اور اسرائیل کے خلاف لب کشائی کی جسارت کون کرے گا؟ فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کی جرات کون کرے گا؟ ایک تیر دو دو شکار ہاتھ آ گئے لیبیا، کا تخت و تاج امریکہ کے ہاتھ جا پہنچا تو دوسری طرف تیل کے ذخائر امریکہ کے قبضے میں آ گئے..... یہی سب کچھ افغانستان میں بھی ہوا..... یہی سب کچھ تو عراق میں بھی کیا جا چکا تھا..... عراقی صدر صدام حسین نے بھی وہی گناہ کیا تھا جو کرنل قذافی نے بہت بعد میں کیا۔ صدام حسین بھی فلسطین کا ذکر کیا کرتا تھا مسجد اقصیٰ کی بازیابی کا ارمان رکھتا تھا۔ اسے بھی فلسطین کے مظلوموں سے ہمدردی تھی۔ وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی چاہتا تھا۔ وہ بھی اسرائیل اور امریکہ و برطانیہ کا مخالف تھا ..... اس کا حشر بھی سب کے سامنے ہے۔ پہلے عراق پر مہینوں بم برسائے گئے مسلمانوں کے اس عظیم ملک کو تباہ کیا گیا۔ برباد کیا گیا۔ پھر وہاں بغاوت کی آگ بھڑکائی گئی۔ باغیوں کے سامنے مال و دولت کے انبار لگائے گئے..... انہیں تخت و تاج کی لالچ دی گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے صدام حسین کے اقتدار کا خاتمہ ہو گیا....... اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے صاحبزادوں کو قتل کر دیا گیا۔ یہود و نصاریٰ کی جی حضوری کرنے والوں کو عراق کی حکومت سونپ دی گئی۔ اب برسوں وہاں شورش نہیں اٹھ سکے گی۔ اب کسی کو عراق سے کوئی خطرہ بھی نہیں رہا۔ مسلمانوں کا ایک طاقتور اور مستحکم ملک اب ٹوٹ کر بکھر چکا ہے۔ عراق اب امریکہ و برطانیہ کے رحم و کرم پر پہنچ کر اپنی قسمت کا ماتم کر رہا ہے۔ مگر وہاں کے پٹرول اور دیگر قدرتی وسائل اب امریکہ کے کنٹرول میں ہیں۔

افغانستان، عراق اور لیبیا کے تناظر میں سعودی عرب کا جائزہ لیا جائے تو وہاں ہر طرف سکون اور اطمینان دکھائی پڑتا ہے۔ سعودیوں کی بادشاہ سلامت ہے۔ کعبے کے امام کی امامت سلامت ہے۔ نہ بادشاہت کو کوئی دھوکہ ہے .... نہ ہی امامت خطرے میں ہے۔ مگر اس کے باوجود سعودی بادشاہت گھبراہٹ میں مبتلا ہے۔ کعبے کا امام پریشانی میں گرفتار ہے....... اس کی وجہ وہ خوب جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مسلمان اُن سے کتنے خوش ہیں، یکے بعد دیگرے عراق، افغانستان اور لیبیا جیسے اسلامی ممالک کی تباہی اور بربادی کا غم حجازی مسلمانوں کو بھی ہے۔ فلسطین کے ستم زدوں سے محبت، مروت اور ہمدردی انہیں بھی ہے۔ مگر وہ مجبور ہیں۔ اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ سعودی حکمرانوں کے بنائے گئے سخت ترین قوانین انہیں اس کی اجازت نہیں دیتے ورنہ دُنیا دیکھتی کہ عرب کے مسلمان سعودی حکمرانوں کی امریکہ نوازی سے کس قدر دل برداشتہ اور دکھی ہیں۔ سعودی بادشاہت کی سلامتی اور کعبے کے امام کی امامت کی برقراری محض اسی وجہ سے تو ہے کہ سعودی بادشاہ اور کعبے کے امام سے وہ گناہ سرزد نہیں ہوا۔ جس کا ارتکاب صدام حسین اور کرنل قذافی نے کیا تھا۔ افغانستان، عراق اور لیبیا پر دہشتانہ بمباری کرتے ہوئے ان ممالک کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا گیا۔ مگر سعودی شاہ

خاموش رہا۔ کعبے کے امام نے اُف تک نہ کی۔ امریکہ اور برطانیہ کی یہ کتنی بڑی مدد اور حمایت تھی۔ پھر کیسے سعودی بادشاہ پر آفت ٹوٹتی؟ پھر کیسے کعبے کے امام پر مصیبت دھمکتی؟ برطانیہ، اسرائیل اور امریکہ تو سعودی حکمرانوں کو خوب جانتے ہیں۔ اُنہیں بہت اچھی طرح سے معلوم ہے کہ جب تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی سرزمین پر سعودی خاندان قابض ہے اس وقت تک وہاں فلسطین سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کے حق میں نہ کوئی حکمت عملی تیار ہو سکتی ہے نہ ہی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی مذمت میں کوئی صدائے احتجاج بلند ہو سکتی ہے۔ وہ اس بات سے بھی واقف اور آگاہ ہیں کہ انگریزوں سے کئے گئے وعدے کو اب تک سعودی حکمرانوں نے فراموش نہیں کیا ہے۔ مسلمانوں میں تفرقہ بازی پیدا کرنے کا جو کام انہیں دیا گیا تھا اُسے وہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں انجام دیئے جانے والے جائز امور کو بھی حرام اور بدعت قرار دیا جا رہا ہے بے سبب مسلمانوں کو مشرک اور کافر بنانے کا کام برابر جاری ہے۔ اس مقصد کیلئے لاکھوں کروڑوں روپوں کے لٹریچر ہر سال پھیلائے جا رہے ہیں، دنیا بھر میں مالی امداد فراہم کر کے وہابیت کے مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔ مختلف ناموں سے وہابی فرقے کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہنے والی جماعتیں مسلمانوں کو ذہنی طور پر اپاہج اور معذور بنا رہی ہیں۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ وہابی افکار و نظریات سے متاثر ذہن کبھی اس پر غور و فکر نہیں کرتا کہ سعودی بادشاہوں کے فرائض کیا ہیں؟ کعبے کے امام کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ سعودی بادشاہوں کی حمایت اور کعبے کے امام کی طرف داری کرنے والے دیوبندی، مودودی اور غیر مقلد جماعتوں کے علماء، مبلغین اور مقررین کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ عالمی سطح پر وہابی فرقے کی اشاعت کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی میں کئے گئے سعودی حکمرانوں کے وہ کون کون سے کارنامے ہیں جس کے سبب سعودی شاہ اور کعبے کے امام کو خیر اور بھلائی کے ساتھ یاد کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ سارے سعود نواز وہابی علماء یہ بتا سکتے ہیں کہ عالمی سطح پر ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں سعودی عرب کا مقام کہاں ہے؟ سعودی عرب کی دفاعی قوت اور فوجی طاقت کتنی ہے؟ ہمارا ملک ہندوستان انگریزوں کے قبضے سے آزاد ہو کر ایٹمی طاقت بن گیا؟ جاپان جیسا ملک ہیروشیما اور ناگاساکی جیسا زخم سہنے کے بعد بھی ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں کھڑا ہو کر ایٹمی صلاحیتوں کا حامل ہو گیا۔ ایران نے ایٹم بم بنانے کی صلاحیت حاصل کر لی۔ پاکستان بھی ایٹم بم بنانے والوں کی فہرست میں اپنا نام لکھا چکا۔ درجنوں ممالک اس مقام پر پہنچ گئے، مگر سعودی عرب کا ایٹم بم کہاں ہے؟ یہ تو سو سال پہلے جب حرمین شریفین پر قابض ہوئے تھے تب تو بڑے خونخوار تھے۔ بڑے بہادر تھے۔ ہزاروں مسلمانوں کو مکہ مدینہ میں قتل کرتے پھر رہے تھے۔ وہ جذبہ کیا صرف مسلمانوں کو قتل کرنے کیلئے تھا؟ وہ طاقت کیا صرف مسلمانوں کا خون بہانے کیلئے تھی؟ وہابی علماء بتائیں کہ سعودی عرب کا ایٹم بم کہاں ہے؟ اس کی دفاعی طاقت کیسی ہے؟ اس کی فوجی صلاحیتیں کس درجہ کی ہیں؟ وہ کیوں کمزور ہے؟ بے بس ہے؟ لاچار ہے؟ مجبور ہے؟

غیر مقلدوں کے گمراہ کن پمفلٹ "کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں" کا دندان شکن جواب

اللہ کافی ھے

از: شکیل احمد سبحانی، رکن رضا اکیڈمی، مالیگاؤں

دنیا جہان کا خالق و مالک رب عزوجل ہی ہے...... نفع و نقصان اسی کے قبضہ و اختیار سے ہے...... گردش لیل و نہار اسی کی رضا و منشاء پر موقوف ہے...... موت اور زندگی اسی کے حکم اور مرضی پر منحصر ہے...... وہی رنج دیتا ہے...... وہی خوشی دیتا ہے...... اسی کی بارگاہ سے رزق ملتا ہے...... اسی کے کرم سے بگڑی تقدیر سنورتی ہے...... مصیبتوں سے وہی بچاتا ہے...... آزمائشوں سے وہی گزارتا ہے...... بنجر زمینوں کو سرسبز و شاداب کرنا اسی کے اشارے سے ہے...... وہی داتا ہے...... وہی آقا ہے...... وہی حافظ ہے...... وہی ناصر ہے سب اسی کے محتاج ہیں وہ خود بے نیاز ہے۔ وہ کریم ہے...... تو ایسا کریم ہے کہ اس نے اپنے محبوب بندوں کو بھی کریم بنا دیا ہے...... وہ رحیم ہے تو ایسا رحیم ہے کہ اس نے اپنے محبوب بندوں کو بھی رحیم بنا دیا ہے۔

وہ چاہتا تو ہر کسی کو خود ہی عطا کر دیتا لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس نے اعلان کروا دیا کہ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی (بخاری شریف) "بے شک اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں"

وہ چاہتا تو خود ہی گناہوں کو بخش دیتا لیکن قرآن کے ذریعے اس نے اعلان فرما دیا کہ قبولِ توبہ جو چاہے وہ میرے حبیب کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔

وہ چاہتا تو سارے جہان پر خود ہی رحمتیں نچھاور کرتا لیکن اس نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا دیا۔

وہ چاہتا تو اپنی قدرت سے لوگوں کو خود ہی بخش دیتا لیکن اس نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام انبیاء کو مقام شفاعت عطا کر دیا۔

وہ چاہتا تو صرف نبیوں اور رسولوں کو حق شفاعت عطا کرتا لیکن اس نے اولیاء اور علماء کے ساتھ ساتھ شہیدوں اور کم سنی میں انتقال کر جانے والے ننھے منے بچوں کو بھی شافع بنا دیا۔

اُسے خبر ہے کون گناہوں میں ڈوبا ہے کون پرہیزگار ہے پھر بھی اس نے ہر انسان کے لیے نیکی اور بدی کے فرشتے مقرر کر دیے۔

اُسے علم ہے کون اس پر ایمان رکھنے والا ہے، کون اس کا انکار کرنے والا ہے پھر بھی اس نے قبر میں سوالات کیلئے فرشتوں کا تقرر فرما دیا۔

اُسے معلوم ہے کہ اس کے بندوں کے نامہ اعمال میں کتنی نیکیاں اور کتنی برائیاں ہیں پھر بھی اس نے حشر میں نیکی و بدی کے حساب کے لیے میزان بنا دیا ہے۔

غرض کہ اس کے قبضہ و اختیار میں سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس نے اپنے محبوب بندوں کو محروم نہیں رکھا۔ پھر بھی اسلام کے نام پر جینے والے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اس سے کوئی غرض نہیں وہ خود بھی اللہ کے محبوب بندوں کے فضائل و کمالات کے منکر ہیں، اُمت میں بھی اس فساد کو پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی باتیں پھیلاتے ہیں جن سے دین کو کچھ نسبت ہی نہیں، ایسے خیالات کو دین قرار دیتے ہیں جنہیں قرآن و سنت سے کچھ تعلق ہی نہیں۔

"کیا ہمیں اللہ کافی نہیں"

کیا ہمیں اللہ کافی نہیں کے عنوان سے جو پمفلٹ تقلید کے منکروں کے ذریعے پھیلایا جا رہا ہے وہ بھی اسی طرح کی کوششوں کا ایک حصہ ہے۔ لیکن شعور والے مسلمان کبھی آنکھ بند کر کے کسی بھی ایسی بات کو قبول کر ہی نہیں سکتے جو ان کے ایمان و عقیدے کو تباہ کر کے رکھ دے۔

اس لیے کہ ان کی فطرت تحقیق کے بغیر کچھ ماننے کو کبھی تیار نہ ہوگی۔ ایسے افراد جب حق کی تلاش کے لیے قرآن مقدس کو اپنے ہاتھوں میں اٹھائیں گے تو یہ راز خود ہی فاش ہو جائے گا کہ فتنہ پروروں نے مشرکوں اور کافروں کے لیے نازل ہوئی آیتوں کو کس بے دردی کے ساتھ مسلمانوں پر فٹ کر کے رکھ دیا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ انہیں خود ہی یہ حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی کہ غیر مقلدوں نے قرآن کی جن آیتوں کو اپنے پمفلٹ میں درج کیا ہے اس میں کہیں بھی رب عزوجل نے یہ نہیں فرمایا کہ میری ان خوبیوں اور صفتوں کو میری عطا سے میرے مقرب و محبوب بندوں کے لیے ماننا شرک ہوگا۔

مخالفین کی کند ذہنی

اس کے باوجود غیر مقلد یہی رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ جب قرآن نے ان خوبیوں کو رب عزوجل کے لیے بیان فرما دیا تو انبیاء و اولیاء کے لیے ان صفات کا ماننا شرک ہوگا۔

اہلسنت کا عقیدہ

جب کہ اہلسنت و جماعت کا موقف اس ضمن میں یہ ہے کہ اہل ایمان پر شرک کی تہمت لگانے کے لیے شرک پسندوں کی طرف سے جو پیمانہ مقرر کیا گیا ہے اسے قرآن و سنت کی تائید حاصل نہیں۔ بلکہ یہ پیمانہ قرآن و سنت کے احکامات و فرمودات کے پورے پورے طور پر خلاف ہے۔ اس لیے کہ ایک صفت اور خوبی جسے قرآن نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیان فرمائی ہو وہی صفت قرآن ہی کے ذریعے محبوبان خدا کے لیے بھی ثابت ہو تو اسے شرک کے

زمرے میں کیسے شامل کیا جاسکتا ہے؟ مذکورہ فریقین میں سے کس کا اعتقاد قرآن کے عین مطابق ہے۔ کس کی باتیں قرآن کے مخالف ہیں اسے معلوم کرنے کی غرض سے قرآن مجید کی آیتوں کو ملاحظہ فرماتے چلیں قرآن فرماتا ہے:

۱۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (سورۃ الاحزاب ۳۳/۳۷)

ترجمہ: "اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی"

۲۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورۃ توبہ ۹/۷۴)

ترجمہ: "اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ انہیں دولت مند کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے"

۳۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (سورۃ توبہ ۹/۵۹)

ترجمہ: "اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں"

تینوں آیتوں پر غور وفکر فرمائیں

اسلامی ذہن رکھنے والے سنجیدہ افراد اگر مذکورہ تینوں آیتوں پر غور وفکر فرمائیں تو انہیں احساس ہوگا کہ ہر آیت پاک قرآن وسنت پر عمل کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے اہلسنت کے مخالفوں کے خود ساختہ اعتقاد پر کس طرح بجلی گرا رہی ہے۔ جنہیں یہی ضد ہے کہ کچھ عطا کرنے اور نوازنے کی صفت اللہ پاک نے اپنے فضل سے کسی نبی اور رسول کو نہیں دی۔ وہ اپنی خیر منائیں۔ اپنے باطل عقیدے سے باز آئیں۔ آخرت کی فکر کریں۔ آنکھیں کھولیں۔ تعصب کی عینکوں کو اتار پھینکیں۔ محبوبانِ خدا کے بغض وکینے سے اپنے سینے کو پاک کر کے دیکھیں مذکورہ تینوں آیتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کس شان سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دولت عطا کرنے اور نعمت بخشنے کے وصف سے مزین فرمایا ہے یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۴۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(پ ۴ سورۃ آل عمران ۳/۱۶۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والو پر جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن وحکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بے شک کھلی گمراہی میں"

ذرا سوچیں تو سہی

شرک کے بخار میں گرفتار ذہن آزادانہ طور پر کچھ سوچیں تو سہی کہ ان کی بولی قرآن سے کہاں مطابقت کرتی ہے؟ ان کا اعتقاد قرآن سے کہاں موافقت کرتا ہے؟ گناہوں سے پاک کرنا صفتِ ربانی ہے۔ کسی کو علم عطا کرنا بھی رب عزوجل کی قدرت ہے۔ مگر اس نے اپنے فضل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ اختیار عطا فرمادیا کہ وہ قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر لوگوں کو گناہوں سے پاک کرتے ہیں علم عطا فرماتے ہیں۔

اب اس آیۂ کریمہ کا بیان ہوا چاہتا ہے جس سے باطل فرقوں کی بنیادیں تہس نہس ہو کر رہ جائیں گی قرآن فرماتا ہے:

۵۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۙ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

(پ ۲۸، سورۂ جمعہ، ۶۲ / ۲، ۴)

ترجمہ: "اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر آیاتِ الٰہیہ پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا اور انہیں کتاب وحقائق کا علم بخشا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے اور لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے"

الحمدللہ اس آیت پاک نے بیان فرمادیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک ستھرا بنانا صرف صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیامت تک تمام امت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ان نعمتوں سے رحمت وبرکت حاصل کرتی رہے گی۔

اتنے ہی پر رب کی نوازشیں نہیں تھم رہی ہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے کیسے کیسے اختیارات کا اعلان قرآن کے ذریعے ہو رہا ہے۔ اس پر بھی نظر توجہ ہو تاکہ غلط عقیدوں کی بنیاد پر دنیا و آخرت برباد نہ ہونے پائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی قرآن فرماتا ہے:

۶۔ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ (الی قوله) وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ

(پ ۳ سورۃ آل عمران/ ۴۹، ۵۰)

ترجمہ: "میں بناتا ہوں تمہارے لیے مٹی سے پرندکی سی مورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند

اللہ کی پروانگی سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو اور زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے اور میں تمہیں خبر دیتا جو تم کھاتے اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو تا کہ میں حلال کر دوں تمہارے لیے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں"

سبحان اللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ فرمارہے ہیں کہ میں خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں، مردے جلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کیے دیتا ہوں، تم جو کھاتے اور گھروں میں بھر رکھتے ہو اس کی خبر دیتا ہوں۔ اس کی نسبت شرک کے غم میں ڈوب ڈوب جانے والوں کا کیا حکم ہوگا؟

اے مسلمانو! پڑھو بار بار قرآن کے اس فرمان کو پڑھو۔ جن کے ایمان کو بد عقیدگی کے دیمک نے چاٹ چاٹ کر خراب کر کے نہ رکھ دیا ہوگا تو وہ اہلسنت کے اعتقاد پر دل و جان سے ایمان لے آئیں گے۔ قرآن کے اس فرمان پر جان و دل نچھاور کر دیں گے۔

دیکھو دیکھو قرآن کتنے صاف طور پر اہل اسلام کے اس عقیدے پر اپنی مہر مقدس ثبت فرمارہا ہے کہ بلاشبہ رب قدیر نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو کیا کیا اختیارات اور خوبیاں عطا فرمائی ہیں جس کا اظہار خود رب جل جلالہ نے قرآن میں اپنے لیے فرمایا ہے۔

قرآن پر ایمان کا تقاضا

اب بتایا جائے کہ اہلسنت کے اس اعتقاد کو تسلیم کیے بغیر قرآن پر کیسے ایمان لایا جا سکتا ہے؟ "کوئی گھر میں کیا کھا رہا ہے؟ کوئی گھر میں کیا بھر کر رکھ رہا ہے" غیب کا یہ علم اللہ نے اپنے فضل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا یا نہیں؟ اللہ تبارک تعالیٰ نے مٹی سے پرند بنانے، مادرزاد اندھے کو اچھا کرنے، مردوں کو زندہ کرنے، بدن بگڑے کو شفا دینے کی قدرت حضرت عیسیٰ کو بخشی یا نہیں؟

قرآن فرماتا ہے:

۷۔ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

(پ ۲۸ سورۃ التحریم ۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریئل اور نیک مسلمان اور اسکے بعد سب فرشتے مددپر ہیں"

خوش عقیدہ مسلمانوں پر ہر صبح ہر شام شرک کا فتویٰ جاری کر کے خود کو عقیدۂ توحید کا زبردست حامی مشہور کرنے والے مولوی مفتی کیوں نہیں بتاتے؟ کیوں نہیں سمجھاتے؟ جواب دینے سے کیوں اپنا دامن بچاتے ہیں کہ جب اس آیت پاک میں واضح طور پر ارشاد ہو چکا کہ بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے تو پھر فرشتوں، نیک مسلمانوں اور جبرئیل کے مددگار ہونے کو کس نام سے یاد کیا جائے؟ شرک کہا جائے یا ایمان سمجھا جائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہما ہیں۔

قرآن کے اس فرمان سے واضح ہوا کہ نبی کا مددگار اللہ بھی ہے حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں اور فرشتے بھی ہیں۔ مذکورہ آیت پاک میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگاروں کا ذکر خیر تھا اب مسلمانوں کی مددگاری رب کریم نے اپنے کرم سے کس کس کو عطا فرمائی اسے بھی ایمان کی نظروں سے دیکھتے چلیں۔

قرآن فرماتا ہے:

۸۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ط (پ۶ سورۃ مائدہ ۵ / ۵۵)

ترجمہ: "یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول وہ ایمان والے نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور رکوع کرنے والے ہیں"

قرآن پاک کی اس آیت مقدس سے استدلال کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ:

"یہاں اللہ اور رسول اور صالحین یعنی اولیاء اللہ میں مدد کو منحصر فرما دیا گیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے۔ جس پر نیک بندوں (صالحین اور اولیاء اللہ) کے سوا دوسرے لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول وصلحاء کے لیے ثابت کیا جسے قرآن ہی جا بجا فرما چکا تھا (اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں)۔

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ (پ ۱۵ کہف ۱۸ / ۲۶)

کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں مگر بحمد اللہ اہلسنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی و عطائی کا فرق سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے۔ یہ صفت دوسرے کی نہیں اور رسول و اولیاء اللہ، اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں۔

اب اتنا اور سمجھ لیجئے کہ مدد کا ہے کے لیے ہوتی ہے۔

دفع بلا کے واسطے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن (قرآن کی صراحت سے) مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلا بھی ہیں اور فرق وہی ہے کہ

اللہ سُبْحَانَهٗ بالذات دافع البلا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء بعطائے خدا ...... والحمد للہ العلی الاعلیٰ"

(اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰى لِنَاعِتِى الْمُصْطَفٰى بِدَافِعِ الْبَلَاءِ مصنف امام احمد رضا ص ۱۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی، مالیگاؤں)

قرآن کی اس آیت نے بھی واضح کر دیا کہ جو کوئی بھی اسلام کا دعویدار ہو اسے ایمان لانا ہو گا کہ رب پاک کی عطا

سے اولیاء اللہ بھی مددگار ہیں۔

انصاف کا تقاضا

اب بتایا جائے کہ جو مددگار ہوگا تو وہ غریب نواز ہوگا کہ نہیں؟ ضرور ضرور جو مددگار ہوگا وہ مشکل کشا بھی ہوگا دستگیر بھی ہوگا اسے غوث بھی مانا جائے گا۔ ہاں ہاں مددگار کو کبھی داتا بھی کہا جائے گا۔ کبھی گنج بخش سے بھی پکارا جائے گا۔ اہلِ اسلام اگر اللہ کے محبوبوں کو ان صفاتی ناموں سے یاد کرتے رہے ہیں اور عرب وعجم کے علمائے دین، مفسرین اور فقہائے کاملین نے گزری ہوئی کتنی صدیوں سے حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضور خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے معزز ومقرب ومحبوب اولیاء اللہ کے لیے ان صفاتی ناموں کو مقبول ومحبوب رکھا تو اس کا سبب یہی ہے کہ یہ اعتقاد قرآن وسنت سے نسبت رکھتا ہے۔ جس پر نظر انصاف کے بعد کوئی بھی کلمہ گو انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔

مسلمانوں کے خلاف سازش

امت کو انبیاء واولیاء کے دامن کرم سے دور کرنے کی سازش کے تحت کیا "ہمارے لیے اللہ کافی نہیں" کا شور مچانے والوں کو قرآن نے خود ہی جواب دے دیا ابھی آیت پاک گزری جس میں فرمایا گیا کہ کیا خوب تھا اگر وہ اللہ و رسول کے دیے پر راضی ہوتے اور پھر کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ایک آیت پاک اور دل میں نقش کرتے چلیں۔

قرآن فرماتا ہے:

۹۔ يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ انفال ۸/ ۶۴)

ترجمہ: "اے نبی کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے"

فائدہ

مسلمانو! غور تو کرو کہ پہلے تو رب پاک خود کو ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت کرنے والا بتا رہا ہے۔ اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نام کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر فرماتا ہے: "اے نبی! اب جب کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔"

کون سا ایسا مسلمان روئے زمین پر ہوگا جسے اقرار نہیں کہ ہمیں اللہ کافی ہے لیکن یہی بات اگر محبوبانِ خدا سے امت کے دلوں کو پھیرنے کے ناپاک جذبے سے کہی جائے تو وہ کبھی راہ ہدایت نہیں ہو سکتی۔ اس گمراہ کن انداز فکر کی تردید قرآن کے ذریعہ کھلے طور پر ہو رہی ہے قرآن فرماتا ہے:

۱۰۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (سورۃ النساء ۴/ ۶۴)

ترجمہ: "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی

شفاعت فرمائیں تو بے شک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"

انصاف کیجئے

کیا اللہ تعالیٰ خود توبہ قبول نہیں فرما سکتا تھا جو حکم دے رہا کہ میرے گناہ گار بندوں سے جب کوئی خطا یا گناہ سرزد ہو جائے تو وہ رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگیں اور جب رسول ان کی سفارش فرمائیں تو پھر اس میں شک ہی نہیں کہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان نہ پائیں۔ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے لیکن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وشان کے لیے یہ حکم نازل کیا جارہا ہے۔ اندازِ بندگی سکھایا جارہا ہے کہ محبوبِ خدا سے منہ موڑ کر ہرگز حق توحید ادا نہیں ہوسکتا۔

اہلسنت وجماعت کے سوا توحید کے نام پر جتنے بھی مکاتب فکر ہیں ہر کسی کے عقائد کو کھنگال ڈالیے۔ چاہے وہ نماز والے ہوں کہ جہاد والے ہوں، حدیث والے ہوں کہ غیروں میں اسلام کی تبلیغ کا دعویٰ کرنے والے ہوں کوئی بھی در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رکنے کو تیار نہیں۔ قرآن فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر گناہوں کی معافی مانگو۔ یہ کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے قرآن کہتا ہے جب رسول تمہاری سفارش فرمادیں گے تو یہ تمہارے حق میں پروانہ نجات ہوگا۔ یہ کہتے ہیں اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہمیں تو بس اللہ ہی کافی ہے۔

شرک پسندوں میں صف ماتم

زعمِ توحید میں اللہ کے محبوبوں سے منہ موڑ کر بندگی کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے قرآن نے بڑی خطرناک مصیبت کھڑی کر کے رکھ دی ہے۔

قرآن نے شرک کے سارے تیر زنگ آلود کر کے رکھ دیے۔ ہاں ہاں یہ قرآن ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی دیگر ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دولتیں عطا فرمارہے ہیں۔ علم دے رہے ہیں، لوگوں کو گناہوں سے پاک کر رہے ہیں، نعمت بخش رہے ہیں، گناہ گاروں کی سفارش فرمارہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر رہے ہیں، بعض حرام کاموں کو حلال فرمارہے ہیں۔ گھروں میں کوئی کیا کچھ کھارہا ہے غیب کی یہ سب خبریں دے رہے ہیں، بدن بگڑے کو شفا اور مادرزاد اندھے کو بینائی عطا کر رہے ہیں۔

رب پاک اپنے محبوبوں پر نوازش و کرم کی ایسی برسات فرمارہا ہے کہ شرک پسندوں میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے اللہ بھی مددگار، رسول اللہ بھی مددگار، صالحین بھی مددگار یہاں تو عجیب مشکل ہے کوئی حدیث بھی تو نہیں کہ بے لگام زبان سے ضعیف کہہ کر آگے کا راستہ لیا جائے۔ قرآنی آیتیں توحید کے نام پر بنائے گئے پرفریب دین پر کوندتی بجلیوں کی مانند ٹوٹ کر خود ساختہ اور من گھڑت عقائد کی عمارتوں کو زمین دوز کرتی جارہی ہیں۔ کوئی پوچھے تو ان سے فتاویٰ عالمگیری تو تم نے اپنے مدارس اور دفتروں سے نکال دی درِ مختار اور ردالمختار جیسی رہنما کتابوں کا تو تمہیں اعتبار نہیں؟ حدیثوں کے انکار کا دروازہ کھول کر تم نے گمراہیت کا ایک فرقہ ہی اہل قرآن کے نام سے بنادیا۔ اب کیا

قرآن کی باری ہے؟ اٹھاؤ اپنا قلم اور دکھاؤ اپنا ہنر۔

بچ نکلنے کے دو راستے

تمہارے باطل دین کے مطابق کیسا کیسا شرک خود قرآن میں موجود ہے۔ اب تو صرف دو ہی صورتوں میں جان چھوٹے گی یا تو تسلیم کرلیا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل سے انبیاء اولیاء علیہم السلام کو بھی اختیار و قدرت عطا فرمائی ہے یا پھر یہ اعلان کردیا جائے کہ جیسی توحید ہمیں درکار ہے ویسی توحید تو قرآن میں بھی نہیں جسے ہم شرک قرار دے رہے ہیں وہی سب تو قرآن میں ایمان بن کر موجود ہے۔

اس سے فائدہ تو وہ اٹھائیں جن کے دل خوف خدا سے لرزتے ہیں اور آیات قرآنی پر ایمان ویقین رکھتے ہیں۔ باقی رہے وہ لوگ جن کا دین ومذہب ہی ضد اور ہٹ دھرمی ہے تو ان کے لیے قرآن نے بہت پہلے اعلان کردیا ہے کہ

۱۱۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(سورۃ البقرہ ۲/ ۷،۶)

ترجمہ: "بے شک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب"

(کنزالایمان)